قولہ تعالیٰ [illegible] یؤمنون

رسالہ ہذا مصنفہ جناب مولوی محمد انصاری صاحب مچھلی شہری المسمّٰی بہ

[illegible] ۱۳۲۹ھ

[illegible]

[illegible] ۱۳۳۱ھ

[illegible]

بفرمایش سالار بخش تاجر کتب تحصیل دیوریا ضلع گورکھپور

[illegible] طبع

[illegible] مانعین کی پیشین گوئی صفحہ ۱۰ سے ۱۰۹ تک بیان [illegible]

بعض مسلمان کا بعض سے چند فروعی مسائل کے اختلاف
کے وجہ سے ایسا برتاؤ ہے کہ کافر اور بیدین کے ساتھ بھی وہی
حضرات ایسے برتاؤ اور معاملہ سے ضرور حیا اور شرم کرتے ہونگے -
مسجد جسے عرف عام مین خانۂ خدا کہتے ہین - اور جو صرف
معبود حقیقی کی پرستش اور خدائے لایزال کے عبادت کے
لئے بنائی گئی ہے - اُس مین بسبب نفسانیت اور جہالت
اور بعض اہل غرض کے فتودن سے بعض اہل [illegible]
مسلمان پر ایسی ایسی زیادتیان کی [illegible]
نہ کسی نے دیکھا ہے اور نہ [illegible] دیگر مذاہب
والے اپنے اپنے معبودون اور [illegible] ہون مین کیسے میل
اور ملاپ سے رہتے اور اپنے اپنے فرضی معبودون کی پرستش
کرتے ہین نہ اونمین کوئی لڑائی ہے نہ تکرار بلکہ اونمین قومی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ
محمد وآلہ واصحابہ اجمعین بعد حمد و نعت کے واضح ہو کہ
آج کل ہر شخص اپنے اپنے رائے اور سمجھ کا پابند ہے۔ تعصب
مذہبی کا بازار گرم اور نفسانیت کا زور و شور ہے نہ قرآن پاک سے مطلب
نہ حدیث شریف سے غرض۔ نہ خدا کا خوف ہے نہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے خالص محبت اور نہ ائمہ مجتہدین سے سچی الفت۔ الا من شاء اللہ

مسئلہ آمین بالجہر اور رفع یدین کے وجہ سے مسلمانون مین باہم کیسی
سی نزاعین اور تکرارین نہین واقع ہوئین ؟ اور کتنے لوگ
ظلم اور تعدی سے مسجدون سے نہین نکالے گئے۔ ؟ اور
بہت سے اشخاص آیۂ کریمہ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ
فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَا
اِلَّا خَآئِفِيْنَ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ
کے مصداق نہین بنے ؟ اور کتنے مقدمے مختلف مقامات مین
دائر نہین ہوئے ؟ اور بعض مقدمے مدتہائے دراز تک ڈگر
وی کونسل لندن تک نہین پہونچے ؟ اور مسلمانون کے لاکھون
روپئے اسمین صرف نہین ہوئے ؟ اور اہل اسلام ہند زیرباری
مین سخت گرفتار نہین ہوئے ؟ اور دونون فریق غیر قومون کے لعن
طعن کے نشانہ نہین بنے ؟ اور دیگر فرقے والون نے خشکیان نہین لین ؟

فتح الباری مطبوعہ مطبع انصاری دہلی سنہ ۱۳۲۵ھ مین حافظ ابن حجر عسقلانی تحریر فرماتے ہین کہ جمہور کے نزدیک آمین کے معنی اللہم استجب کے ہین (یعنی اے اللہ تو قبول کر) نہایہ مین ابن الاثیر امام اہل لغت لکھتے ہین کہ آمین کے معنی اللہم استجب لی کے ہین (یعنی اے اللہ تو میرے لئے قبول کر) انتہی ما فی النہایہ

ہمدردی کا جوش اور ہر ایک کی جان ودوسرے پر نثار ہے باوجودیکہ
نصاری میں بہتر فرقے ہیں اور ہر ایک دوسرے کے مخالف لیکن
کبھی سننے میں نہ آیا ہوگا کہ کوئی نصرانی بسبب اپنے مذہبی رسوم ادا کرنیکے
گرجا گھر سے نکالا گیا ہو - یا کوئی عیسائی دوسرے کی ذلت اور رسوائی
کے درپے ہوا ہو [illegible] اسی طرح اہل ہنود بھی آپس میں کسطرح شیر وشکر
[illegible] میں - [illegible] نہ سنا گیا ہوگا ایک ہندو نے دوسرے
[illegible] ہوا مذہبی رسوم ادا کرنے سے منع کیا
[illegible] بیان کہ اتفاق اور میل اور محبت
وغیرہ [illegible] سے اہل اسلام دوسرے قوموں
ممتاز تھے وہ سب [illegible] والوں کے حصہ میں آگئیں اُن سے اُنھوں نے
پورا فائدہ حاصل کیا - اور اہل اسلام اُن سے محروم اور بے بہرہ رہے
کیا اس بات سے کوئی بھی انکار کرسکتا ہے کہ ایک نہایت ہی چھوٹے

نہ وہ مسجدون سے نکالے جاتے ہین - اور نہ کوئی شخص اُنکی امامت

کو نادرست بتلاتا ہے - نہ اُن پر لعن وطعن کی بوچھاڑ ہے اور نہ شریعت کا

اُن پر کوئی الزام ہے اگر بُرے ہین یا الزام کے قابل اور ملامت

کے لائق اور مسجد سے نکالے جانے کے مستوجب اور دہر ہر

کے سزاوار تو یہی بیچارے سیدھے مسلمان پکار کر آمین کہنے والے

اور رفع یدین کرنے والے - اللہ پاک نہ ایسی سمجھ سے بچاوے - اور

قلب سلیم اور فہم مستقیم ہمکو اور ہمارے تمام بھائیون کو عطا فرماوے

آمین ثم آمین تنبیہ جاے تعجب ہے کہ شیعہ وغیرہ جو اپنے اہل سنت

الجماعت یعنے سُنّی نہ ہونے کے ساتھ صاف اقراری ہین

سلف سے لیکر آج تک مسجد مین نماز ادا کرنے سے نہ منع کیے گئے

اور کسی امام اور مجتہد اور عالم اور درویش اور پیر و مرشد سے

اونکے روکنے کا فتویٰ نہ منقول ہوا اور حرمین شریفین (مکہ معظمہ و مدینہ منورہ)

نہین نہین ضرور ایسا ہوا اور یہ سبب بعض شخصون کی ناعاقبت اندیشی
کا نتیجہ تھا - خود کردہ را علاجے نیست - جاے تاسف ہی کہ تارے
شراب پینا اور سود کھانا - اور رشوت اور رقم ناجایز لینا اور دینا
اور ناچ اور گانے کی مجلسون مین شریک ہونا - اور رسومات شادی
و غمی مین طرح طرح کے بدعات اور ناجایز و نادرست کامون کا کرنا
اور نماز پنجگانہ کا چھوڑنا اور جماعت مین نماز ادا کرنے کے لئے نہ
آنا - اور باوجود فرض ہونے کے حج بیت اللہ کا نکرنا - اور زکوۃ
کا نہ ادا کرنا اور جھوٹے مقدمات لڑنا اور لڑانا اور جھوٹی گواہیان دینا
اور غیرون کا مال ناحق لینا اور مسلمانون پر ناحق تہمتین لگانا وغیرہ
برے برے کام جنکے ناجایز اور نادرست ہونے پر چارون امام
بلکہ تمام مجتہدین اور کل محدثین اور سب علما کا اتفاق ہے انکی
کرنے والون کو نہ کوئی برا کہتا ہے اور نہ ان سے کوئی دارو گیر

کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی مسجد مین ایسے لوگونکو بھی
نماز پڑھنے کی اجازت دی ہو جوکہ مسلمان بھی نہ تھے بلکہ عیسائی مذہب
رکھتے تھے اور وہ لوگ مع اپنے افسر کے جسکا نام عبدالمسیح تھا ساٹھ آدمی تھے
یہ تمام لوگ خدمت مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مدینہ منورہ مین مقام
نجران سے سفیر ہوکر آئے تھے جب آپکی مسجد مبارک کے اندر داخل
ہوئے تو وہین اونکے نماز کا وقت آگیا ۔ نماز پڑھنے کو کھڑے ہو گئے ۔
بعض اشخاص حاضرین نے اونکی مزاحمت کی ۔ آنحضرت نے خود اونکو نماز
پڑھنے کی اجازت دی ۔ اور جنھون نے بیجا مزاحمت کی اونکو اوس سے روکا ۔
تب اون لوگون نے باجازت خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
اوس مسجد مین اپنے عیسائی طریقہ کے مطابق رو بمشرق (یعنے بیت المقدس
کے طرف منہ کرکے) نماز ادا کی ۔ دونون تفسیرون کا مضمون تمام ہوا ۔
ہدایہ (مصنفہ ابوالحسن علی بن ابوبکر حنفی) چھاپہ مصطفائی جلد ۴ سے

مین یہ سب مختلف فرقے کے لوگ ایک مسجد مین برابر نماز ادا کرین
اور کوئی کسی سے مزاحمت اور تعرض نکرے - اور فرقہ اہل حدیث جو
اپنے اہل سنت والجماعت (یعنی سُنی) ہونیکے اقراری ہین - اور
درمیان مقلدین اور اُنکے صرف چند فروعی مسائل مین (مثل ائمہ مجتہدین
ودیگر علماے متقدمین ومتاخرین کے) اختلاف ہے - اور اصول
مین (مثل نماز - روزہ - زکوۃ - حج وغیرہ کی فرضیت اور سود و شراب
ودرتم ناجایز وغیرہ کی حرمت مین) بالکل سراسر اتفاق ہے - وہ
مسجدون مین آنے اور جماعت مین نماز پڑھنے سے روکے جاوین
اور اونکے ساتھ طرح طرح کی بیجا مزاحمتین ہون تفسیر مظہری مصنفہ
قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی رحمہ (مصنف مالابدمنہ) مطبوعہ حصار
جلد اول کے صفحہ ۳۴۶ و تفسیر ابوالسعود حنفی مفتی روم مطبوعہ
استنبول (قسطنطنیہ) جلد دوم کے صفحہ ۵۸۶ و دیگر کتب معتبرہ دینیہ

اور ایسی جیسے جناب امام ابو حنیفہ رح مشرکون اور کافرون کو نجس نفرماتے ہین اور اونکو تمام مسجدون مین داخل ہونے کی اجازت دیتے ہین اور اب اس زمانہ مین بسبب اختلاف چند فروعی مسئلون کے ایک سُنّی مسلمان دوسرے سُنّی مسلمان کو مسجد مین آنے اور نماز پڑھنے سے روکتا ہی اور پھر نہایت دلیری کے ساتھ دعوی کرتا ہی کہ ہم امام ابو حنیفہ رح کے پیرو اور مقلد ہین - یہ بیجا تعصب اور نفسانیت نہین تو کیا ہی - **مسلمانو** مقام غور ہی اور انصاف شرط ہی کہ اس باہمی عناد سے اسلام مین کتنا بڑا رخنہ پڑا اور کتنی خرابیان لازم آئین اور ہمارے اس پاک دین پر غیر قومون کا کیا کچھ الزام نہ عائد ہوا -

حالی ۵ نہ سنی مین اور جعفری مین ہی الفت :: نہ نعمانی و شافعی مین ہی ملت
محدث سے صوفی کی کم ہی نہ نفرت :: مقلد کرے نا مقلد پہ لعنت ::
رہے اہل قبلہ مین جنگ ایسی باہم :: کہ دین خدا پر ہنسے سارا عالم

صفحہ ۲۷۶ مین ہو کہ قبیلہ ثقیف کے جو سفیر آئے تھے وہ کفار تھے ۔ آنحضرت نے
اونکو اپنے مسجد مین اوتارا تھا ۔ **تخریج** احادیث ہدایہ (مصنفہ امام
جمال الدین عبد اللہ بن یوسف زیلعی حنفی) چھاپہ ملوی جلد ۲ کے صفحہ ۳۰۴ مین
اتنا اور بھی لکھا ہو کہ لوگون نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
آپ ان لوگونکو مسجد مین اوتارتے ہین حالانکہ یہ لوگ مشرک ہین تب
آپنے فرمایا کہ زمین نجس نہین ہو جاتی ۔ انتہی ۔ اسیوجہہ سے امام ابو حنیفہ
کافرونکو نجس نہین فرماتے اور تمام مسجدون مین اونکو آنیکی اجازت
دیتے ہین (دیکھو ہدایہ چھاپہ مصطفائی صفحہ ۲۷۶ جلد ۴ مین ودرمختار مع
ردمختار مشہور بہ شامی چھاپہ دہلی جلد ۵ کے صفحہ ۲۴۲ کو) **مقام**
غور ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو غیر
مذہب اور غیر دین والون کو بھی اپنے مقدس اور پاک مسجد مین
جگہہ دین اور اونکو اپنے طریقہ پر نماز ادا کرنے کی اجازت عطا فرمائین

کوئی حنفی مالکی کے نام سے پکارا جاتا تھا اور نہ شافعی حنبلی کے نام سے
منسوب ہونے کا رواج تھا - بلکہ تمام اہل اسلام اور کل اُمت محمدی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک ہی لقب خالص محمدی تھا اور صحابہ
کرام اور تابعین عظام کو اس پاک لقب سے فخر تھا اور اس مبارک نام سے
خالص الفت اور سچی محبت تھی - خود حنفی مذہب کے مسئلون مین امام
ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف اور امام محمد اور امام زفر رح مین جس قدر اختلافات
واقع ہوئے وہ حنفی مذہب کے فقہ جاننے والون پر بخوبی روشن
ہین - شاید فی صدی دو ہی چار فروعی مسئلے ایسے نکلینگے جن پر امام
ابوحنیفہ رح اور اون کے تینون شاگردون کا اتفاق ہو ورنہ کل
مین اختلاف ہے - حنفی مذہب کا بعض مسئلہ ایسا ہے کہ اوس مین
امام ابوحنیفہ رح اور اک شاگرد کی تو ایک راے ہے اور ایک شاگرد
کی راے دونون سے خلاف ہے - منیۃ المصلی صہ ۸۵

مخالفین اسلام نے ہمارے اس نا اتفاقی اور باہمی عداوتون کو دیکھکر نعوذ
باللہ اسلام کے بربادی کا نہایت ہی عمدہ شگون سمجھا ہوگا ہندؤن نے
اپنی بتون پر اسکے شکرانہ مین نہین معلوم کیا کچھ نہ چڑھایا ہوگا۔ نصاریٰ
نے خدانخواستہ اس دین پاک اور مذہب حق کے خرابی پر بہت ہی
نیک فال خیال کر کے اپنے حضرت مسیح کے اپنی حال زار پر کیا کچھ عنایت
اور مہربانی نہ سمجھا ہوگا۔ **فروعی** مسئلون مین اختلاف کچھ اوسی زمانہ
مین نہین ہوا۔ بلکہ صحابہ رض مین باہم کسقدر اختلافات ہوے اونکے بعد تابعین
اور تبع تابعین مین جو اختلافات واقع ہوے ہر ذی علم اونھین بخوبی
جانتا ہے۔ پھر فروعی مسائل مین باہم چارون امام یعنی امام ابو حنیفہ اور امام
مالک رح اور امام شافعی رح اور امام احمد رح مین جس قدر اختلافات ہوے وہ
آفتاب سے زیادہ روشن ہین۔ **چار مذہب** حنفی مالکی شافعی
اور حنبلی انھین اختلافات کا منشا ہے۔ ورنہ چوتھی صدی کے پیشتر نہ

قول متروک اور غیر مفتی بہ ہے منیۃ المصلی کے صـ۴۷ مین ہے کہ ماء مستعمل (وہ پانی جو کہ وضو یا غسل کرنے کی حالت مین بدن سے علحدہ ہو کر گرے تو) وہ نجس ہے بنجاست غلیظہ (مثل پیشاب اور پاخانہ کے) امام ابو حنیفہ رحہ کے نزدیک - اور امام ابو یوسف رحہ کے نزدیک وہ پانی نجس ہے بنجاست خفیفہ - اور امام محمدؒ رحہ کے نزدیک پاک ہے لیکن پاک کرنے والا نہین اور اکثر مشائخ کا عمل اسیپر ہے اور فتوی بھی اسی پر ہے انتہی **شرح وقایہ** مین ہے کہ ماء مستعمل کا حکم یہ ہے کہ امام اعظم رحہ کے نزدیک نجس غلیظ ہے یعنی اگر برابر ایک درم کے کپڑے یا بدن مین بھر جائیگا تو نماز نہو گی اور امام ابو یوسف رحہ کے نزدیک نجس خفیف ہے اور امام محمدؒ رحہ کے نزدیک پاک ہے مگر پاک نہین کرتا نجس کو انتہی **تنبیہ** جو لوگ تقلید شخصی کو واجب اور لازم جانتے ہین اور ہر مسئلہ مین

اور ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی
اور ابن ماجہ اور ابن ابی شیبہ
اور احمد بن محمد بن حنبل اور ابن

مین ہو کہ اگر بکری یا گاے کوئین مین پیشاب کر دے تو امام ابو حنیفہ رح
اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک پانی نجس ہوجاتا ہو اور امام
محمد رح کے نزدیک پانی نجس نہین ہوتا ہے - **بعض** مسئلہ
ایسا ہو کہ تینون کی رائین علحدہ علحدہ ہین **منیۃ المصلی** مطبوعہ
راے بھوانی پرشاد کے صفحہ ۳ مین ہے - اگر کوئی جنبی آدمی
کوئین مین گر پڑا یا کوئین مین ڈول نکالنے کے لیے اوترا (اور اوسکے
جسم پر کوئی ظاہری نجاست نہین لگی ہو) تو امام ابو حنیفہ رح
فرماتے ہین کہ آدمی ناپاک کا ناپاک ہی رہا اور کوئین کا پانی بھی ناپاک
ہوگیا اور امام ابو یوسف رح کا قول ہو کہ آدمی ناپاک ہی رہا اور کوئین کا
پانی بدستور پاک رہا - اور امام محمد رح کا قول ہے کہ وہ آدمی
بھی پاک ہوگیا اور کوئین کا پانی بھی بدستور ہی پاک رہا - **بعض**
مسئلہ ایسا ہو کہ شاگرد کے قول پر فتوی ہو اور امام ابو حنیفہ رح کا

کرتے ہین اور نیز اوس امام کی وصیت بموجب اوس قول کو جو صحیح
حدیث کے خلاف ہو نہین مانتے تو ہم بُرے بتاسے جاتے ہین اور
ہمارا نام منکر ائمہ اور دشمن مجتہدین رکھا جاتا ہو کوئی یہ نہین خیال کرتا
کہ ایک دو عالم و مولوی کے مخالف کا کیا ذکر ہو اگر فرضاً سارے جہان کے
علما و فقہا ہمارے مخالف ہو جاوین اور عمل بالحدیث کی وجہ سے
ہمکو بھلا برا کہین لیکن ہمارا قول او فعل قرآن و حدیث کے موافق ہو تو
ہم بالضرور اوس ثواب کے سزاوار ہین جو قرآن اور حدیث پر
عمل کرنے والے شخص کو ہو سکتا ہو۔ پس ہمین ہمیشہ خدا اور
اوسکے سچے رسول کی مخالفت سے بچنے کا خیال رہے خدا او خدا
الحاکمین کو قیامت کے دن اوسکی مخالفت کا جواب دینا پڑیگا نہ
زید و عمرو کے مخالفت کا **مسلم** ۵ اپنا تو مذہب و مشرب ہے
حدیث نبوی ؐ نام کو مد نظر مسالک اختیار نہین ؐ **بعض**

اپنے کو صرف امام ابو حنیفہ رح کے تقلید کا پابند خیال کرتے ہین
اونھین دم بھر کے لئے بالضرور اس مقام مین از روے انصاف
اور دیانت کے غور اور تامل کرنا چاہئے کہ وہ کہان تک ماءِ مستعمل
سے پرہیز کرتے ہین اور اونکا کپڑا بسبب ہر وقت گرنے ماءِ
مستعمل کے کسقدر پاک اور صاف رہتا ہے - اور حضرت امام ابو حنیفہ رح
کے مذہب کے مطابق ایسے شخص کی نماز کتنے وقتون کی صحیح
اور درست ہوتی ہے - اسی طرح صدہا مسائل مین اخیر زمانہ کے عالمون نے
امام صاحب کا قول چھوڑ دیا اور صاحبین (امام ابو یوسف اور امام محمد رح)
یا ایک کے قول پر فتویٰ دیا اور ان عالمون پر نہ امام صاحب کے
مسئلہ کے رد کرنیکا کچھ الزام ہے اور نہ تقلید چھوڑنے کا کوئی جرم - اور جب
ہم کسی صحیح حدیث کی وجہ سے جس پر بہت سے امام اور
مجتہد کا اتفاق ہے کسی مسئلہ مین کسی امام کے قول سے اختلاف

نکاح کرلیوے) انتھی مافی الشرح مختصراً اور فتاوی صاحب

المفتین مین بھی مفقود الخبر کے باب مین ایسا ہی ہے ۔ **بعض مسایل**

ایسا ہی کہ چارون مذہب حنفی مالکی شافعی حنبلی کے خلاف علماے

متاخرین حنفیہ نے فتویٰ دیا ہے **شرح مسلم الثبوت** مین

مولوی بحر العلوم لکھنوی رح لکھتے ہین کہ اگر کوی صحیح روایت دوسرا

مجتہد سے (سواے مجتہدین اربعہ یعنے چارون امامون کے)

پائی جاوے تو اوس روایت پر عمل کرنا جایز ہے بیشک علماے

متاخرین حنفیہ نے فتویٰ دیا ہے گواہون کے قسم کھلانے کو قایم

مقام تزکیہ کے ابن ابی لیلی (مجتہد) کے مذہب پر انتہی مافی الشرح

تنبیہ ۔ چونکہ تقلید ایک امام معین کی ہر مسئلہ اور ہر وقت مین

عقلاً اور نقلاً لازم اور واجب نہین ہے ۔ اسلئے بعض موقع اور محل

مین بعض مولوی اور قاضی اور مفتی حنفی اور شافعی نے بلا کسی ضرورت

مسئلہ ایسا ہو کہ خود امام ابوحنیفہ رح سے اوس مین کئی روایتین ہین۔
منیۃ المصلی کے صفحہ ۹۵ مین ہو کہ گھوڑے کے جوٹھے مین امام
ابوحنیفہ رح سے چار روایتین ہین ایک روایت مین نجس ہو اور
ایک روایت مین مشکوک ہو اور ایک روایت مین مکروہ ہو اور ایک
روایت مین پاک ہو۔ انتہی ما فی المنیۃ۔ **بعض**
مسئلہ ایسا ہو کہ اوس مین امام مالک یا امام شافعی کے اقوال پر
علماے حنفیہ نے فتوی دیا ہو چنانچہ **شرح اسپیجابی** مین
جامع الفتاوی سے منقول ہو کہ علماے عراق اور ماوراء النہر نے
امام مالک اور امام شافعی کے قول پر سات مسئلون مین فتوی
دیا ہے منجملہ اون کے ایک مسئلہ تفریق امرءۃ الغائب باربع
سنین ہو (یعنی جس عورت کا شوہر مفقود الخبر اور غائب ہو جاوے
تو چار برس کے بعد اوس عورت کو اختیار ہو کہ عدت کرکے دوسرے

قرات کے ساتھ زور سے پڑھا اور شافعیون کے موافق اپنی
نماز پڑھتے تھے انتہی ما فی العقد۔ **طحطاوی** حنفی نے بھی اس قصہ کو
لکھا ہے اور امام سید شریف علی سمہودی نے بھی کتاب خادم سے
اسکو نقل فرمایا ہے۔ **ردالمحتار** جلد ۲ مطبوعہ مصر کے صفحہ ۲۹۳
مین ہے کہ بیان کیا گیا ہے کہ شاگردان امام ابوحنیفہ رح مین سے ایک
شخص نے پیغام نکاح کا بھیجا ایک اہل حدیث کی لڑکی سے ابوبکر
جوزجانی کے زمانہ مین پس انکار کیا اوس اہل حدیث نے مگر باین
شرط کہ چھوڑ دے وہ اپنا مذہب اور امام کے پیچھے سورہ فاتحہ
پڑھا کرے اور رکوع جانے کے وقت رفع یدین کرے اور مثل
اسکے (دوسرے مسائل موافق اہل حدیث کے وہ عمل کرے) پس
اس شرط کو شاگرد امام رح نے قبول کر لیا۔ انتہی۔ **تاسف**
احباب کی رعایت اور پاس خاطر اور دنیاوی فائدہ کی وجہ سے

اور نہ کسی حرج اور نقصان کے بلکہ صرف رو رعایت اور محض پاس
خاطر اور دنیاوی فائدون کے وجہہ سے اپنے یہان کے متفق علیہ
مسئلہ کو چھوڑ کر دوسرے کے مذہب پر عمل کر لیا ہے اور اسپر کسی نے
انکار نہین کیا۔ **العقد الفرید** مین علامہ شرنبلالی حنفی تحریر فرماتے ہین
کہ قاضی ابو عاصم عامری حنفی قفال (شافعی) کی مسجد کے دروازہ
پر فتوے دیتے تھے کہ موذن نے نماز مغرب کی اذان کہی پس
قاضی صاحب فتوے دینا چھوڑ کر مسجد مین داخل ہوے تو قفال نے
قاضی صاحب موصوف کو آتے ہوے دیکھکر موذن کو حکم دیا کہ الفاظ
اقامت کو دو دو مرتبہ کہے (بوجہہ پاس خاطر قاضی صاحب کے باوجودیکہ
شافعی مذہب مین الفاظ قامت کے ایک ایک بار کہے جاتے ہین)
اور قاضی صاحب کو قفال نے امام بنایا تو قاضی صاحب نے (بھی پاس
خاطر قفال شافعی کے اپنے حنفی مذہب کے خلاف) بِسْمِ اللّٰہِ کو

بچاوے اور سنت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرماوے۔ آمین

ہ نہین ہوتی کبھی شائستگی ظاہر و باطن ﷺ جبتک اخذ سنت کا پیرو نہو حضرت کا

بعض مسئلہ ایسا ہو کہ تینون شخصون یعنی حضرت امام ابو حنیفہ رہ اور امام ابو یوسف رہ اور امام محمد رہ کے خلاف پر علماے متاخرین کے قول پر فتوی ہو اور ہمارے منصف مزاج پکے اور سچے مقلدین اور حضرات حنفیہ متاخرین کے فتوون کو بدل وجان قبول کرکے تینون کے اقوال کو بالاے طاق رکھ دیتے ہین اور باوجود اسکے بھی نہایت دلیری اور دعوی کے ساتھ اپنے کو جناب امام ابو حنیفہ رہ کا پکا مقلد خیال کرتے ہین ھدایہ چھاپہ مصطفائی جلد ۲ کے صفحہ ۲۲۳ اور شرح وقایہ چھاپہ نولکشور جلد ۳ کے صفحہ ۲۹۶ و درمختار مع شامی چھاپہ دہلی جلد ۵ کے صفحہ ۳۴ و ۳۵ مین ہو کہ تعلیم قرآن پر اجرت لینا متقدمین (یعنی امام ابو حنیفہ رہ اور امام ابو یوسف رہ اور امام محمد رہ اور زفر رہ وغیرہ) کے نزدیک

اپنے مذہب کا متفق علیہ مسئلہ چھوڑکر دوسرے کسی مذہب کا
مسئلہ اختیار کرنا بلا انکار اور کراہت کے جائز اور درست ہو اور ایسا
شخص غیر مقلد یا وہابی یا لامذہب نہ کہا جاوے اور پکا حنفی یا شافعی
اور مقلد بنا رہے اور کسیطرح اوسکا قفل تقلید نہ ٹوٹے اور جو شخص
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خالص محبت اور آپکی حدیث
شریف کی عظمت اور آپ ہی کی رعایت اور پاس خاطر کیوجہ سے
ایسی حدیث پر عمل کرے جسکی صحت کو بہت سے مجتہدین اور فقہانے
تسلیم کیا ہو (مانند آمین بالجہر اور رفع یدین کی حدیثوں کے) تو
وہ شخص قابل ملامت اور زجر و توبیخ کے سمجھا جاوے اور غیر مقلد
وہابی اور لامذہب وغیرہ ناپسندیدہ ناموں سے پکارا جاوے اور لعن
وطعن کا نشانہ بنے اور اوسکے ساتھ طرح طرح کے ظلم اور بیجا
مزاحمتیں ہوں یہ کیا انصاف اور عدل ہے اللہ ایسی سمجھ سے

دیوبن (دیکھو درمختار جلد اول کے صفحہ ۲۸۴ کو) لکھا ہے

متاخرین جنکے علم کو امام ابوحنیفہ رح اور صاحبین کے علم سے
کچھ بھی نسبت نہین اونکا اقوال درفتہ وغیرہ کو اختیار کرنے کے وقت
جو صریح اور بالکل جناب امام ابوحنیفہ رح کے خلاف ہین ذرہ بھی تقلید
شخصی کے ترک کا خیال نہین ہوتا اور [illegible] کہ نہایت ہی صحیح
حدیثون سے ثابت ہین اور بڑے بڑے امام مثل امام مالک
اور امام شافعی اور امام احمد وغیرہ اور بڑے بڑے محدثین مثل
امام بخاری اور امام مسلم اور ترمذی اور ابوداؤد اور نسائی اور
ابن ماجہ اور دارمی اور دارقطنی اور بیہقی اور ابن حبان اور ابن
خزیمہ وغیرہ اونکے صحیح ہونیکے قائل ہین اون مسئلون پر خود عمل
کرتے وقت یا دوسرون کو عمل کرتے ہوے دیکھکر فوراً ہی
ترک تقلید کا خیال ذہن مین آجاتا ہے ع ببین تفاوت [illegible]

رست نہین ہو اور متاخرین کے نزدیک درست ہو۔ اور اسی پر فتویٰ ہو

درمختار مع شامی کے صـ۳۴ و ۳۵ مین ہو کہ فقہ کی تعلیم اور نماز مین امامت

کرکے اور اذان اور اقامت کہکر اور وعظ بیان کرکے (ان پانچون چیزون

پر جیسا کہ آجکل دستور ہو) اُجرت لینا متقدمین کے نزدیک نا درست

ہو اور متاخرین کے نزدیک درست ہو اور اسی پر فتویٰ ہو۔ مسئلہ اول

یعنی فقہ کی تعلیم پر اُجرت لینے کا بیان شرح وقایہ جلد ۳ صـ۲۹۹ مین

بھی ہو۔ کتب معتبرہ حنفیہ سے یہ بات ظاہر ہوتی ہو کہ علمائے متاخرین کے

فتوون پر عمل کرنا بہت ضرور ہو **درمختار** جلد اول کے صـ۵۳ مین ہو

کہ ہملوگون کو پیروی اوسی قول کی لازم ہو جسکو علمائے مرجحین اور مصححین نے

ترجیح دیا ہو انتہی مافی الدر صاحب حاوی قدسی نے تو اصحاب مذاہب

کے اختلاف کی صورت مین صاف صاف ہر ایک اہل نظر کو وسعت

اور اجازت دیدیا ہے کہ دلیل کی قوت جس جانب دیکھین اوسی پر فتوے

کسی قسم کی عداوت اور کدورت کا ذرہ برابر لوث نہ تھا ۔ حالی

اگر اختلاف اون مین باہم گر تھا ٭ تو بالکل مدار اوسکا اخلاص پر تھا
جھگڑتے تھے لیکن نہ جھگڑا ہیں شر تھا ٭ خلاف آشتی سے خوش آیند تر تھا
یہ تھی سوچ پہلے اس آزادگی کی ٭ ہرا جس سے ہونے کو تھا باغ گیتی

اگرچہ ایک شخص کی تحقیقات کی رو سے دوسرا خطا وار ہوتا لیکن تب بھی باہم اقتدا اور امامت کی ناجوازی یا مسجد سے نکال دینے کا کوئی فتویٰ نہ دیتا ۔ **انصاف** فی بیان سبب الاختلاف مطبوعہ مطبع دبدبۂ احمدی لکھنؤ کے صفحہ ۹ و **حجۃ اللہ البالغہ** مطبوعہ مطبع بریلی کے صفحہ ۱۶۴ مین شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رح لکھتے ہین ۔ صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین مین (بعض) وہ لوگ تھے جو بسم اللہ (نماز کے اندر قبل شروع کرنے سورہ فاتحہ کے) پڑھتے اور بعض اون مین وہ لوگ تھے جو اسکو نہ پڑھتے تھے اور بعض اونمین

کہا شعبہ نے کہ میرے نزدیک [illegible] سفیان [illegible] سے [illegible] مین جو آدمی مخالفت کرے [illegible] سفیان کا قول اختیار [illegible] ہین ثوری ہین سفیان ۔ انتہی (۲) [illegible] ایضاً بعضہ [illegible] یحییٰ بن سعید [illegible] ابو عاصم [illegible] روایت [illegible] سفیان [illegible] زیادہ یاد رکھنے والے ہین [illegible] ابو داود [illegible] بیان [illegible] انتہی ۔ [illegible] سفیان [illegible] قتادہ [illegible]

[illegible] سنن [illegible] صفحہ ۱۱۸ مین ہے کہ شعبہ سے کسی شخص نے کہا کہ سفیان (ثوری) نے آپکی مخالفت کی تو شعبہ نے [illegible] (یعنی تو نے میرا سر [illegible]) انتہی ۔ ایضاً بعضہ [illegible] یحییٰ بن معین سے کہا [illegible] سفیان سے [illegible] مخالفت [illegible] قول [illegible] اور [illegible] قول سفیان ہی کا [illegible] وکیع سے کہا کہ شعبہ [illegible] سفیان [illegible] (زیادہ یاد رکھنے والے) ہین ۔ انتہی ۔

ره از کجاست تا بکجا چه تھوڑے غور اور تامل سے یہ بات ہر منصف
مزاج اور غیر متعصب اور حق کا طلب کرنے والا بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ امام
ابو حنیفہ رح اور اونکے شاگردون یا صرف امام ابو حنیفہ رح کے
قول کو ترک کرکے علماے متاخرین کے فتوون اور قولون کو
اختیار کرنے والا شخص امام صاحب کا مقلد ہے یا کہ متاخرین
علما کا مقلد اور تابعدار ہے اور ایسے شخص کو ان متاخرین باوجود ترک
کرنے [illegible] قول امام ابو حنیفہ رح کے امام صاحب کا پیرو اور
مقلد کہنا کیسا [illegible] امام صاحب
کے تقلید کا [illegible] اور انصاف [illegible] اور ذرا
[illegible] ہو کہ امام ابو حنیفہ رح سے اونکے شاگردون کا یہ
اختلاف اونکی حیات اور تحصیل علم ہی کے زمانہ مین ہوا اور باوجود
اسکے بھی آپس مین کسیطرح کا بغض اور کینہ نہ تھا اور دلون مین

ابو حنیفہ رح اور اون کے اصحاب (امام ابو یوسف اور امام محمد و زفر وغیرہ)
اور امام شافعی وغیرہ مدینہ کے مالکی وغیرہ اماموں کے پیچھے نماز
پڑھتے تھے اگرچہ وہ لوگ بسم اللہ کو نہ چپکے پڑھتے تھے
ورنہ ظاہر ہارون رشید نے پچھنا لگا کر نماز پڑھائی۔
اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک پچھنا لگانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے
اور امام احمد حنبل رح نکسیر پھوٹنے اور پچھنا لگانے سے وضو
تجویز کرتے تھے پس اونسے کسینے کہا کہ اگر امام نے پچھنی لگائی
اور اوس سے خون نکلا اور اوس نے وضو نہ کیا تو کیا آپ اوسکے
پیچھے نماز پڑھ سکتے ہین تو امام احمد رح نے جواب دیا کہ مالک اور
سعید بن مسیب کے پیچھے مین کیونکر نماز نہ پڑھونگا۔
بزازیہ مین امام ابو یوسف رح سے مروی ہے کہ اونھون نے
جمعہ کے روز حمام مین غسل کرکے نماز پڑھائی۔جب نماز پڑھکر لوگ

وہ تھے جو اسکو (بسم اللہ کو) زور سے پڑھتے تھے اور بعض اون
مین وہ تھے جو اسکو زور سے نہ پڑھتے تھے - اور بعض فجر مین
قنوت پڑھتے اور بعض اوسمین قنوت نہ پڑھتے اور بعض حجامت
(پچھنا لگانی) اور رعاف (نکسیر پھوٹنے) اور قے سے وضو کرتے تھے
اور بعض اس سے وضو نہ کرتے تھے اور بعض ذکر (شرمگاہ)
کے چھونے سے اور عورتون کو شہوت کے چھونے سے
وضو کرتے تھے اور بعض اس سے وضو نہ کرتے تھے اور
بعض شتر کے گوشت کہانے سے وضو کرتے تھے اور
بعض اس سے وضو نہ کرتے تھے اور باوجود اسکے بھی
بعض اونکے بعض کے پیچھے نماز پڑھتے تھے (اسلئے اسوقت
بھی ضرور چاہیئے کہ مقلدین اور اہلحدیث بلا تعصب اور انکار
کے ایک دوسرے کے پیچھے نماز پڑھ لیا کرین) مثل اوسکے کہ

نماز پڑھو پیچھے ہر نیکوکار اور بدکار مسلمان) کے روایت لیا اس
حدیث کو دارقطنی نے ابوہریرہ رض سے اور اسی طرح بیہقی نے
اور زیادہ کیا قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ ہر نیکوکار و بدکار پر نماز
(جنازہ) پڑھو اور جہاد کرو ساتھ ہر نیکوکار و بدکار کے ہو کر پس جس نے
چھوڑا جمعہ اور جماعت کو پیچھے بدکار امام کے وہ شخص بدعتی ہے اکثر
علما کے نزدیک - انتہی - **عقیدہ** صابونیہ مطبوعہ مطبع لاہور
کے صفحہ ۱۱۳ میں ہے کہ اہلحدیث جمعہ اور عیدین وغیرہ نمازوں کو پیچھے
ہر مسلمان کے جائز رکھتے ہیں خواہ وہ نیکوکار ہوں یا بدکار انتہی
شرح عقائد نسفی میں ہے **تجوز الصلوۃ خلف کل
بر و فاجر الخ** ترجمہ جائز ہے نماز پیچھے ہر نیکوکار و بدکار کے
دلیل قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ پڑھو نماز پیچھے ہر
نیکوکار و بدکار مسلمان کے اور اسلیے علمائے امت نماز پڑھتے

چلے گئے تب اونکو اس بات کی خبر دی گئی کہ حمام کے کنوئین مین
ایک مرا ہوا چوہا پایا گیا تو امام ابو یوسف رح نے کہا کہ مین اسوقت
اپنے مدینہ والے بھائیون کے اس قول پر عمل کرتا ہون کہ جب
پانی دو قلہ کو پہنچتا ہے تو نجس نہین ہوتا الی انتہاء دیکھیئے قولہ کا مضمون
تمام ہوا۔ امام ابو یوسف رح کا یہ قصہ رد المحتار شرح در المختار مطبوعہ
دہلی جلد اول کے صفحہ ۵ مین بھی ہے۔ **فقہ اکبر** (مصنفہ حضرت امام
ابو حنیفہ رح) مطبوعہ لاہور کے صفحہ ۹ مین ہے اَلصَّلٰوۃُ خَلْفَ کُلِّ بَرٍّ
وَّفَاجِرٍ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ جَائِزَۃٌ **ترجمہ** نماز پڑھنا پیچھے ہر نیکوکار و بدکار
مسلمان کے جائز ہے۔ انتہی **منح الازہر** شرح فقہ اکبر مطبوعہ
لاہور کے صفحہ ۹۰ مین ملا علی قاری حنفی رح لکھتے ہین۔ ای بقولہ علیہ
السلام صَلُّوْا خَلْفَ کُلِّ بَرٍّ وَّفَاجِرٍ الخ **ترجمہ** یعنی (ہر مسلمان کے
پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے) بسبب قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ

وارد ہوا ہے ہر نیک اور بد کے پیچھے نماز پڑھو اور اوسکا ظاہری معنے یہی ہین کہ نماز ہر مسلمان کے پیچھے جائز ہے اور اختلاف مشائخ اسلام کا اونکی راے سے ظاہر ہے اور اوسی کتاب کے فصل ٢ مین ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نور وحی اور الہام کی روشنی سے جان لیا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد لوگون مین اختلاف واقع ہوگا آپنے چاہا کہ امت مجتمع رہے اور جماعت کی پھوٹ کو مکروہ رکھا تو فرمایا کہ ہر نیک اور بد کے پیچھے نماز پرهو - روایت کیا اس حدیث کو بیہقی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور ابن ماجہ اور دارقطنی نے شنیة سے - اور اسی واسطے سلف کے اچھے لوگ فاسقون کے پیچھے نماز پڑھتے تھے مثل یزید اور حجاج اور زیاد اور تمام اہل ظلم اور فساد کے کہ اونھین مین سے ولید بن عقبہ بھی تھا جسکو حضرت عثمان نے کوفہ کا حاکم کیا تھا اور اوسنے شراب پی کر نشہ کی حالت مین صبح کی نماز چار رکعت پڑھائی اور مقتدیون سے پوچھا

تھے پیچھے فاسقوں اور اہل ہوا اور بدعتیوں کے بغیر انکار کے
انتہی سطر اور اسی کتاب کے حاشیہ پر ہے بِخِلَافٍ لِلشِّیْعَۃِ
فَاِنَّھُمْ اِشْتَرَطُوا الْعِصْمَۃَ ترجمہ (نماز پیچھے فاسق کے درست
ہے) بخلاف شیعہ کے کہ اُن لوگوں نے امام کا معصوم ہونا نماز کیواسطے
شرط کیا ہے اور بخلاف خارجیوں کے اسواسطے کہ فاجر انکے نزدیک کافر ہے
انتہی۔ تکمیل الایمان مطبوعہ مطبع مدرسہ کے صفحہ ۸۶ مین شیخ
عبدالحق محدث دہلوی رح لکھتے ہین کہ اگر مرد صالح و متقی برائے امامت
پیدا شود بہتر والا ہر کہ باشد نماز بجماعت باید گزارد ہر چند کہ فاسق بود
بشرطیکہ فسق او منجر بکفر نگردد۔ انتہی۔ بستان الاعتدار فی
بیان مسئلۃ الاقتداء کی فصل ۱۲ مین ملا علی قاری حنفی رح نے لکھا ہے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور کسی صحابی اور امام سے روایت
نہین ہے کہ دوسرے مذہب والے کے پیچھے نماز نا جایز یا مکروہ ہے بلکہ

صواب پر اور دوسرون کو خواہ مخواہ خطا پر نہین جانتے تھے۔ انتہیٰ ما فی

البستان ۔ **مسک الختام** شرح بلوغ المرام مطبوعۂ مطبع

نظامی جلد اول کے صفحہ ۲۰۸ مین ہے کہ بخاری نے اپنی تاریخ مین عبد الکریم بکّا سے

نقل کرکے کہا کہ مین نے اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین سے دس

شخص کو پایا کہ ظالم امامون کے پیچھے نماز پڑھتے تھے۔ انتہیٰ ما فی المسک

الغرض یہ مختصر رسالہ اس قسم کے بحث کا متحمل نہین ہوسکتا ہے جسے

زیادہ شوق ہو وہ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ کا رسالہ **الانصاف**

فی بیان سبب الاختلاف اور **حجۃ اللہ البالغہ** (اور نیز کاتب الحروف

نے دربارہ احکام تقلید شخصی کے ایک بہت بڑی کتاب نہایت تحقیق

سے لکھی ہے جو انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب شائع ہو کر اپنے ناظرین با تمکین کو

بہت ہی محظوظ اور خوش کریگی ان سب کو طالب حق بغور ملاحظہ کرے

انشاء اللہ تعالیٰ منزل تحقیق تک پہنچ جائیگا اور کسی قسم کا وہم اور شبہہ

کر ہم نماز دہراوین یا یہی کافی ہو (اور ملا علی قاری رح شرح فقہ اکبر کے
صـ٩٢ مین فرماتے ہین کہ اوسنے صبح کی نماز چار رکعت پڑھی جس مین مقتدی
حضرت عبداللہ بن مسعود بھی تھے) سو باوجود ان باتون کے سلف نے
ترک جماعت جائز نہ رکھا۔ تاکہ مسلمانون کی جماعت تفرقہ سے محفوظ رہے
اسواسطے کہ وارد ہوا ہو کہ جماعت رحمت ہو اور پھوٹ عذاب ہو اور
اسیطرف اشارہ ہو اللہ تعالے کے قول کا وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ
جَمِيعًا وَّلَا تَفَرَّقُوا۔ ترجمہ اللہ کی رسی کو سب کوئی مضبوط
کر کے پکڑو اور تفرقہ نہ ڈالو۔ اور یہ بات اسی حالت پر چلی آئی۔ امام ابو حنیفہ
اور مالک رح اور شافعی رح اور احمد رح اور سب مجتہدین رح کے زمانہ سے اب تک
پس کسی امام سے منقول نہین کہ اوسنے مخالف فی الفروع (چھوٹے
چھوٹے مسئلون مین خلاف کرنے والے مثل آمین بالجہر و رفع یدین
کرنے والے) کی اقتدا سے منع کیا ہو کیونکہ وہ حضرت اپنی تئین قطعاً

جاننا چاہیے کہ آمین کہنا بعد ختم سورہ فاتحہ کے جمہور علماے
امت محمدیہ علیہ الصلوۃ والسلام کے نزدیک بلا اختلاف مسنون ہے۔
در المختار مطبوعہ نولکشور کے صفحہ ۴۵ باب صفۃ الصلوۃ مین بضمن بیان
سنن ۲۳ کے لکھا ہوا ہے۔ اَلثَّنَاءُ وَالتَّعَوُّذُ وَالتَّسْمِيَةُ وَالتَّامِيْنُ
ترجمہ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ الخ اور اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اور بِسْمِ اللّٰهِ پڑھنا
اور آمین (سنت ہے) رد المحتار شرح در المختار مطبوعہ مصر جلد اول کے
صـ ۴۹۶ مین اس قول کے نیچے درج ہے۔ **قوله** وَالتَّامِيْنُ اَيْ عَقِبَ
قِرَاءَةِ الْفَاتِحَةِ قَالَ فِي الْمُنْيَةِ وَاِذَا قَالَ الْاِمَامُ وَلَا الضَّالِّيْنَ قَالَ
اٰمِيْن ترجمہ در مختار والے کا قول اور آمین کہنا یعنی بعد سورہ فاتحہ
پڑھنے کے۔ منیۃ (المصلی کتاب) مین کہا ہے اور جس وقت امام وَلَا الضَّالِّيْن
کہے تو آمین کہو۔ انتہی ہدایہ مع الکفایہ مطبوعہ دہلی کے صـ ۵۰ مین
ہے اِذَا قَالَ الْاِمَامُ وَلَا الضَّالِّيْنَ قَالَ اٰمِيْنَ وَيَقُوْلُهَا الْمُؤْتَمُّ لِقَوْلِهٖ

باقی نہ رہ جاوے گا - حاصل کلام مجھ بندۂ ضعیف وکمترین انام
محمد انصاری ابن مولوی عبد الباری مرحوم ومغفور کا یہ حوصلہ نہین کہ
جس مین سلف صالحین کے وقت سے اختلاف ہی مین اوسے رفع کردون
اور جس مسئلہ مین متقدمین ہی کی نزاعین واقع ہو چکی ہین مین اوسپر تمام لوگونکو
متفق بنا دون لیکن بنظر خیرخواہی نہایت ہی ادب اور بہت ہی عاجزی سے
برادران دینی اور اخوان اسلامی کی خدمت سراپا برکت مین یہ رسالہ مسمی
بہ **تحفۃ المسلمین** فی بیان التامین پیش کرکے اونسے انصاف
اور عدل کی اُمید رکھتا ہون - اور اسی آمین بالجہر اور رفع یدین کی وجہ سے
باہم مسلمانون مین جو لڑائیان اور جھگڑے جابجا ہوے ہین اون سے
پرہیز کرنیکی استدعا کرتا ہون - **یا اللہ** تو اس رسالہ کو اپنے فضل
وکرم سے مقبول فرما اور تمام مسلمانون کو تعصب سے بچاکر راہ سنت
پر چلا آمین ثم **آمین** یارب العالمین -

یہ حضرات کو حاضر اور ناظر سمجھکر اور تعصب اور ہٹ دھرمی سے چند لمحوں کے لئے
کنارہ ہوکر بنظر انصاف بغور تمام ملاحظہ فرمائے ۔

پہلی حدیث وائل بن حجر رضہ کی

واضح ہو کہ وائل بن حجر رضہ کی حدیث کئی طریقوں سے روایت کی گئی ہے
نمبر ۱ ۔ بروایت امام سفیان ثوری یہ مشکوٰۃ المصابیح
مطبوعہ مطبع احمدی دہلی کے صفحہ ۷۳ مین ہے عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ
سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَرَأَ غَیْرِ
الْمَغْضُوْبِ عَلَیْہِمْ وَلَا الضَّالِّیْنَ فَقَالَ آمِیْنَ مَدَّ بِہَا صَوْتَہٗ
رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاؤُدَ وَالدَّارِمِیُّ ۔ ترجمہ
وائل بن حجر رضہ سے روایت ہے کہ اونھون نے کہا مین نے سنا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آنحضرت نے غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ
عَلَیْہِمْ وَلَا الضَّالِّیْنَ پڑھا تو آمین کہی اور اسکے ساتھ اپنی آواز دراز

علیہ السلام اذا امن الامام فامنوا الخ ترجمہ جب امام
ولا الضالین کہے تو امین کہے اور مقتدی (بھی) اوسکو کہ بسبب
قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ جسوقت امام آمین کہو پس تملوگ
آمین کہو۔ آخر تک اکثر کتب فقہ حنفیہ مین اسیطرحکی روائتین موجود
ہین جنسے بخوبی ثابت ہوتا ہو کہ آمین کہنا مسنون ہو۔ علما مین اختلاف
صرف آہستہ یا زور سے آمین کہنے کی بابت ہو اور ہر ایک فریق اپنے اپنے
دعوی پر دلیلین قایم کرتا ہو مگر اس مین شک وشبہ نہین کہ زور سے
آمین کہنے کی حدیثین ارجح اور بہت ہی صحیح اور نہایت ہی ثابت ہین آہستہ
آمین کہنے کی حدیث سے۔ تمام احادیث مرفوعہ اور آثار موقوفہ اور
اقوال ائمہ مجتہدین اور علماسے محققین جو اس باب مین منقول ہین
سب کو نقل کرنا اور احاطہ تحریر مین لانا اشکال اور دقت سے خالی نہین
مگر سنت نبوی پر عمل کرنیوالون کے لئے کسیقدر بیان کرنا ضروریات سے

نمبر ۳ - بروایت علا ابن صالح رہ **سنن ترمذی** مطبوعہ علیمی علوم دہلوی کے صد ۴۹ مین ہو **عن** وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ حَدِيْثِ سُفْيَانَ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ **ترجمہ** - روایت ہو وائل بن حجر رض سے وہ روایت کرتے ہین نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مثل حدیث سفیان کے سلمہ بن کہیل سے (اور وہ وہی ہو جو حدیث نمبر ۱ مین نقل کی گئی ہو) -

نمبر ۴ - بروایت علی بن صالح ہمدانی **سنن ابوداود** کے صد ۱۴۲ مین ہو **عن** وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ أَنَّهُ صَلَّى خَلْفَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَهَرَ بِآمِيْنَ **ترجمہ** وائل بن حجر رض سے روایت ہو کہ انھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پکار کر آمین کہی -

نمبر ۵ - بروایت شعبہ رح - **نصب الرایہ** لاحادیث الہدایہ

ہی۔اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا (اور حسن بھی کہا اور دارقطنی نے اس حدیث کو صحیح کہا) اور ابو داؤد نے (بھی اس حدیث کو روایت کیا) اور دارمی نے (اس حدیث کو ان لفظوں کے ساتھ روایت کیا کہ آنحضرت آمین کے ساتھ اپنی آواز بلند فرماتے تھے۔)

نمبر ۲۔ ایضاً بروایت امام سفیان ثوری ؒ **سنن ابوداؤد** مطبوعہ مطبع دہلی کے صفحہ ۱۳۴ میں ہے عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ ؓ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَرَأَ وَلَا الضَّالِّيْنَ قَالَ آمِيْنَ وَرَفَعَ بِهَا صَوْتَهُ **ترجمہ** وائل بن حجر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب **وَلَا الضَّالِّيْنَ** پڑھتے تو آمین کہتے اور اس کے ساتھ اپنی آواز بلند فرماتے۔ (حافظ ابن حجر ؒ نے کہا کہ اس حدیث کی اسناد صحیح ہے اور دارقطنی نے اس حدیث کو صحیح کہا)۔

اس نے بلند آواز سے آمین کہی۔ بیہقی نے کہا پس یہ شعبہ کی بھی روایت

موافق ہے سفیان اور علاء بن صالح و علی بن صالح و محمد بن سلمہ کی روایت

مذکور سے۔ بیہقی نے اپنی کتاب معرفہ میں کہا کہ اس روایت کی

سند صحیح ہے۔ انتہیٰ

نمبر ۴ - بروایت عبد الجبار بن وائل سنن ابن ماجہ مطبوعہ

مطبع دہلی کے صفحہ ۱۳ میں آمین زور سے کہنے کے باب میں ہے۔

عن عبد الجبار بن وائل عن ابیه قال صلیت مع النبی

صلی الله علیه وسلم فلما قال ولا الضالین قال آمین فسمعناها

منه **ترجمہ** عبد الجبار بن وائل اپنے باپ (وائل بن حجر) سے

روایت کرتے ہیں کہ (میرے باپ وائل نے) کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ

علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی پس جبکہ آنحضرت نے ولا الضالین

کہا تو آمین کہی۔ پس ہم لوگوں نے آپکی آمین سنی۔ انتہیٰ

مطبوعہ مطبع علوی کے صفحہ ۱۹۵ مین امام جمال الدین زیلعی حنفی اور فتح القدیر شرح
ہدایہ مین ابن ہمام حنفی باب التامین مین اور اعلام الموقعین عن رب العالمین
مین حافظ ابن القیم رح لکھتے ہین عَنْ اَبِی الْوَلِیْدِ الطَّیَالِسِی حَدَّثَنَا
شُعْبَۃُ عَنْ سَلَمَۃَ بْنِ کُہَیْلٍ سَمِعْتُ حُجْرًا اَبَا عَنْبَسٍ یُحَدِّثُ عَنْ وَائِلِ
الْحَضْرَمِی اَنَّہٗ صَلّٰی خَلْفَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَالَ
وَلَا الضَّآلِّیْنَ قَالَ اٰمِیْنَ رَافِعًا بِہَا صَوْتَہٗ قَالَ فَہٰذِہٖ الرِّوَایَۃُ
تُوَافِقُ رِوَایَۃَ سُفْیَانَ وَقَالَ الْبَیْہَقِیُّ فِی الْمَعْرِفَۃِ اِسْنَادُ ہٰذِہٖ
الرِّوَایَۃِ صَحِیْحٌ **ترجمہ** روایت ہے ابو الولید طیالسی سے ایسے
شعبہ نے حدیث بیان کی وہ روایت کرتے ہین سلمہ بن کہیل سے (سلمہ
نے کہا) کہ مین نے حجر ابو العنبس سے سنا کہ وہ حدیث بیان کرتے
تھے بروایت وائل حضرمی کے کہ اونھون نے یعنی وائل نے نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی پس جبکہ آنحضرت نے وَلَا الضَّآلِّیْنَ

سے آمین کے ساتھ اپنی آواز بلند فرمائی - انتہیٰ -

ترمذی کے صفحہ ۳۴ مین حدیث نمبر ۱ کے بعد یہ عبارت ہے وَفِي
الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَأَبِي هُرَيْرَةَ الخ **ترجمہ** آمین بالجہر کے باب
مین حضرت علیؓ و ابو ہریرہؓ سے (بھی) حدیثین مروی ہین - ابو عیسیٰ
(ترمذی) نے کہا کہ وائل بن حجرؓ کی حدیث حسن ہے اور اسی پر عمل ہے
اکثر اہل علم حضرت کے اصحاب اور تابعین اور تبع تابعین کا کہتے ہین
کہ بلند کرے آدمی اپنی آواز آمین کہنے کے ساتھ اور آمین کو پوشیدہ
نہ کرے اور یہی قول ہے (دونون امام) شافعی اور احمد (بن محمد بن حنبل کا
جنکا حنبلی مذہب مشہور ہے اور امام مالک کا مقتدی کے حق مین
تو زور سے آمین کہا ہے اور امام کے لئے اونسے دو روایتین
ہین) اور اسحاق (اور مالکی اور شافعی اور حنبلی مذہب کے تمام علما
او محققین حنفیہ کا اور یہی قول ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے

اس حدیث کو نسائی نے بھی روایت کیا انھیں لفظوں سے صفحہ ۹

میں اور ابن ماجہ نے ان لفظوں سے کہ (جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

سورہ فاتحہ پڑھ چکے تو آپ نے آمین کہی) دیکھو سنن

نسائی کے صفحہ ... اور دارقطنی نے عبد الجبار کی حدیث کو ان

لفظوں سے روایت کیا کہ ... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آمین

کہی ... اور اس حدیث کو دارقطنی نے صحیح بھی کہا ہے

شعبہ کی روایت محمد بن سلمہ نصب الرایہ کے صفحہ ۱۹۵

میں حافظ جمال الدین زیلعی حنفی اور تلخیص الحبیر میں حافظ ابن حجر عسقلانی

و اعلام الموقعین میں حافظ ابن القیم وغیرہم رح لکھتے ہیں دارقطنی

... نے (وائل بن حجر رض کی حدیث کو) مثل

سفیان کے (جو نمبر ۲ میں مذکور ہوئی) بیان کیا ہے (یعنی ان لفظوں سے)

ورفع صوتہ بآمین ترجمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۱۳

علقمہ بن وائل کو - حالانکہ اس (حدیث کے سند) مین علقمہ نہین
ہین یہ روایت تو حجر بن عنبس کی وائل بن حجر سے ہے -
(سوم) اور کہا (شعبہ نے) اپنی آواز کو پست کیا - حالانکہ
(شعبہ کو یہ کہنا چاہیے تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
نے آمین کہنے مین) اپنی آواز دراز کی - (امام بخاری کا قول
تمام ہوا) ابو عیسیٰ نے کہا کہ اس حدیث کو مین نے (اپنے اور
امام بخاری کے اُستاد) ابو زرعہ سے پوچھا تو اونھون نے کہا
کہ سفیان کی حدیث (ثوری کی) اس امر مین بہت صحیح ہے اور کہا
کہ علاء بن صالح اسدی نے سلمہ بن کہیل سے مانند روایت
سفیان (ثوری) کے روایت کی ہے - سنن ترمذی کے ص ۴۹
کا مضمون تمام ہوا - **تنبیہ** حدیث کی امام لوگ مثل امام بخاری
ابو زرعہ - دارقطنی - بیہقی - حاکم - ترمذی - ابو داؤد - حافظ

ایک آیت کے سب اہل حدیث رحمۃ اللہ علیہم اکا۔ اور روایت کی

شعبہ نے یہی حدیث سلمہ بن کہیل سے اونھون نے ابو العنبس سے

اونھون نے وائل کے بیٹے علقمہ سے اونھون نے اپنے باپ

وائل بن حجر سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ پڑھا تو آمین

کہی اور اپنی آواز آمین کے ساتھ پست کی۔ ابو عیسی ترمذی نے

کہا کہ مین نے محمد (بن اسمعیل بخاری) سے کہتے ہوے سنا

کہ سفیان کی حدیث (ثوری کی) شعبہ کی حدیث سے بہت صحیح

ہے اس (آمین کی) باب مین اور شعبہ نے اس حدیث مین کئی

جگہہ خطا کی ہے۔ (اول) شعبہ نے حجر کو عنبس کا باپ کہا

حالانکہ حجر تو عنبس کے بیٹے ہین اور اونکی کنیت ابو سکن ہے۔

(دوم) اور زیادہ کیا (شعبہ نے اس سند کے سلسلہ مین)

یہ حدیث بھی ۹ سندون سے روایت کی گئی ہے۔

نمبر ۸ بروایت سعید بن مسیب اور ابی سلمہ بن عبد الرحمٰن وغیرہما کے

مشکوٰۃ المصابیح کے ص۸۹ مین ہے عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا امن الامام

فامنوا فانہ من وافق تامینہ تامین الملائکۃ غفر لہ ما

تقدم من ذنبہ متفق علیہ **ترجمہ**

ابوہریرہ رضہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (مقتدیون

کے لیے) فرمایا کہ جسوقت امام آمین کہے پس تملوگ (بھی) آمین

کہو بیشک جس شخص کا آمین کہنا فرشتون کے آمین کہنے کے ساتھ

موافق ہو جائیگا (اخلاص اور عدم ریا اور عجب مین) تو اوسکے پیشتر کی گناہ

بخش دیجائیگی۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے (یعنی بخاری ومسلم نے روایت

کیا ہے) اور ایک روایت مین ہے کہ جب امام غیر المغضوب

عبد العظیم منذری - ابن سید الناس - ابن تیمیہ - ابن القیم -
مجد الدین فیروز آبادی مصنف قاموس - ابن حجر عسقلانی - قاضی شوکانی
یمانی اور تمام متقدمین و متاخرین محققین فقہاء و محدثین رحہ بالاتفاق
وائل بن حجر رضہ کے حدیث کو صحیح کہتے ہین - اور حاکم نے تو اس
حدیث کو بخاری اور مسلم کے شرط کے موافق صحیح کہا ہے - اور
نسائی - دارمی - ابن ماجہ - احمد - وکیع - طبرانی - ابن حبان
وغیرہ محدثین رحہ اپنی اپنی حدیث کی کتابون مین وائل بن حجر رضہ کی
اس حدیث کی روایت کرتے ہین -

عرض اگر وائل بن حجر رضہ کی حدیث آمین بالجہر اور شعبہ کی
روایت بالاخفاء سے کامل تحقیق اور کماحقہ آگاہی منظور ہو تو
رسالہ حاشیہ مسمی بہ عمدۃ البراہین کو ضرور ملاحظہ فرمائے -

دوسری حدیث ابو ہریرہ رضہ کی

رفع صوته وقال آمين - هذا إسناده حسن ۔ **ترجمہ**

ابوہریرہ رض نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سورہ فاتحہ کے پڑھنے
سے فارغ ہوتے تو اپنی آواز بلند کر کے آمین کہتے - (امام دارقطنی
کہتے ہیں کہ) اس حدیث کی اسناد حسن ہے۔ **اعلام**
دارقطنی نے اس حدیث کو حسن کہا اور حاکم نے بخاری و مسلم کے شرط
کے موافق کہا - اور **بیہقی** نے حسن اور صحیح کہا - اور **ترمذی**
نے بھی اسکے حسن ہونیکی طرف اشارہ کیا - اور حافظ **ابن حجر** رحمہ
محدثین کے حسن اور صحیح کہنے کو تسلیم کرتے ہیں - اور قاضی **شوکانی**
یمانی بھی اس حدیث کے صحت کو مانتے ہیں - پھر اس حدیث کے حسن
و صحیح ہونے میں کیا کلام ہے - اور اس حدیث پر عمل کرنے میں بجز حجاب
اکبر تقلید شخصی کے کونسا عذر اور حیلہ ہو سکتا ہے -

نمبر ۱۰ بروایت ابی سلمہ دوسری سند کے ساتھ - دارقطنی میں ہے

علیھم ولا الضالین کہے تو تم لوگ آمین کہو بیشک جسکا قول
فرشتون کے قول سے موافق ہو جائیگا اوسکی اگلی گناہ بخش دیجائیگی
یہ بخاری کا لفظ ہی (اس حدیث کو امام بخاری اور نسائی نے مقتدی کے
زور سے آمین کہنے کے باب مین روایت کیا ہی) اور صحیح مسلم
مین بھی ایسا ہی ہی اور بخاری کی دوسری روایت مین ہی کہ جب پڑھنے
والا آمین کہے تو تم بھی آمین کہو اسلئے کہ بیشک فرشتے آمین کہتے
ہین پس جسکا آمین کہنا فرشتون کے آمین کہنے کے ساتھ موافق
ہو جاتا ہی تو اوسکی اگلی گناہ بخش دیجاتی ہی ...
تمام ہوا -

نمبر ۵ بروایت ... سند کے ساتھ
دار قطنی مین ہی عن ابی ھریرۃ قال کان النبی
صلی اللہ علیہ وسلم اذا فرغ من قراءۃ ام القرآن ...

روایت ہی نعیم مجمر سے اونھون نے کہا کہ مین نے ابوہریرہؓ کے پیچھے
نماز پڑھی تو اونھون نے بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ پڑھا پھر سورہ
فاتحہ پڑھی یہانتک کہ جب پہونچے غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ
وَلَا الضَّآلِّیۡنَ پر تو آمین کہی (زور سے) اور جب سجدہ کرتے تو
اللہ اکبر کہتے اور جب دو رکعت پڑھکر کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہتے
پھر جب سلام پھیرا تو کہا قسم ہی اوس ذات کی جسکے ہاتھ مین میری
جان ہی تم سب سے زیادہ مین مشابہ ہون نماز مین آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے - انتہی - اس حدیث کو ابن خزیمہ (اور دارقطنی
نے کئی سندون سے اور بخاری نے تعلیقاً اور سراج اور حاکم
اور بیہقی اور ابن الہادی اور ابن حبان وغیرہم) نے بھی روایت
کی ہی - دیکھو بلوغ المرام من ادلۃ الاحکام مطبوعہ مطبع فاروقی کے
صہ۱۹ کو - **نصب الرایہ** مین حافظ جمال الدین زیلعی

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضہ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا قَالَ وَلَا الضَّآلِّیْنَ قَالَ آمِیْنَ وَرَفَعَ بِھَا صَوْتَہٗ ترجمہ

ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب وَلَا الضَّآلِّیْنَ کہتے تو آمِیْنَ کہتے اور اوسکے ساتھ اپنی آواز بلند فرماتے۔

نمبر ۱۱ بروایت **نعیم مجمر** رح۔ **سنن نسائی** مطبوعہ مطبع احمدی دہلی کے صفحہ ۸۰ مین ہے۔ عَنْ نُعَیْمِ الْمُجْمِرِ قَالَ صَلَّیْتُ وَرَاءَ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ فَقَرَءَ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ثُمَّ قَرَءَ بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ حَتّٰی اِذَا بَلَغَ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ فَقَالَ اٰمِیْنَ وَقَالَ النَّاسُ اٰمِیْنَ وَیَقُوْلُ کُلَّمَا سَجَدَ اللّٰہُ اَکْبَرُ وَاِذَا قَامَ مِنَ الْجُلُوْسِ فِی الْاِثْنَتَیْنِ قَالَ اللّٰہُ اَکْبَرُ وَاِذَا سَلَّمَ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ اِنِّیْ لَاَشْبَھُکُمْ صَلٰوۃً بِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ترجمہ

بزار سے روایت کی ہے کیونکہ اس کذاب بزار پر بسبب [illegible] میزان الاعتدال مین کوئی [illegible] نہین ہے اگرچہ بزار صحاح ستہ کے راوی ہین تو مصنف میزان [illegible] کی علامت قائم کرتے اور علامہ صفی الدین مولف تقریب و خلاصہ نے کل راویان صحاح ستہ کے ترجمہ لکھنے کا اہتمام [illegible]

اپنی اپنی کتابون مین لکھین اس کذاب [illegible] نہین اور نہ اصحاب صحاح ستہ نے [illegible] کذاب بزار صحاح ستہ کا راوی ہے [illegible] سے کہا کہ وہ کذاب ہے [illegible] میزان الاعتدال مین لکھا ہے [illegible] حافظ شمس الدین ذہبی [illegible] النقد القدسی [illegible] کی شان

٥٢

مین ہو عن ابي هريرة رض قال ترك الناس التأمين وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا قال غير المغضوب عليهم ولا الضالين قال آمين حتى يسمعها اهل الصف الاول فيرتج بها المسجد **ترجمہ** ابوہریرہ رض سے روایت ہو کہ اونھون نے کہا کہ لوگون نے (زور) سے آمین کہنا چھوڑ دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کہتے تو (زور) سے آمین کہتے یہانتک کہ پہلی صف والے لوگ اوسے سن لیتے اور مسجد اوس سے ہل جاتی۔ انتہی۔

اس حدیث کو ابو داؤد نے اپنی سنن کے صـ۱۳۴ مین بہ تغیر بعض الفاظ کے روایت کیا ہو۔ **جمیل** ٥

رفع اصوات سے ہل جاتی تھی مسجد ساری
اسطرح کہتے تھے آپ اور صحابہ آمین

نسائی کے اسی روایت کے نسبت لکھتے ہین اور روایت کیا اس
حدیث کو ابن خزیمہ نے اپنی صحیح مین - اور حاکم نے اپنی (کتاب)
مستدرک مین اور کہا حاکم نے کہ یہ حدیث بخاری اور مسلم کے شرط
کے موافق ہی اور اون دونون (یعنی بخاری ومسلم) نے اس حدیث
کو نہین روایت کیا - اور **دارقطنی** نے اس حدیث کو روایت
کرکے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہی اور اسکے کل راوی ثقہ ہین - اور **بیہقی**
نے روایت کرکے کہا کہ اس حدیث کی اسناد صحیح ہی اور اسکے لئے
دوسری حدیثین شاہد ہین اور بیہقی نے (اپنی کتاب) خلافیات مین
کہا ہی کہ اس حدیث کے کل راوی ثقہ ہین اونکی عادل ہونے پر اجماع
ہی - صحیح مین اونکی ساتھ حجت لائی گئی ہی - تمام ہوا مضمون تخریج ہدایہ کا -

نمبر ۱۲ - بروایت **محمد بن بشار** ابو عبداللہ حضرت ابوہریرہ
کے چچازاد بھائی کے **سنن ابن ماجہ** مطبوعہ دہلی کی صفحہ ۱۲

وَرُهْبَانِهِمْ وَيَعْمَلُوْنَ بِهَا وَيَحْسُدُوْنَ الْمُسْلِمِيْنَ عَلَى التَّامِيْنِ خَلْفَ الْاِمَامِ كَمَا حَسَدَتْكُمُ الْيَهُوْدُ - رَوَاهُ ابْنُ السَّكَنِ وَ ابْنُ الْقَطَّانِ فِيْ سُنَنِهِمَا

ترجمہ ابوہریرہ رض سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قریب ہو کہ ظاہر ہون گے میری اُمت مین ایسی لوگ جو (صحیح اور متفق علیہ حدیثون کو چھوڑ کر) بلادینگے اپنے علما اور درویشون (اور امامون اور مجتہدون) کے اقوال کیطرف اور (حدیث صحیح کو ترک کر کے) اُن اقوال پر عمل کرینگے - اور حسد کرینگے مسلمانون سے امام کے پیچھے آمین کہنے پر جسطرح حسد کرتے ہین تمسے یہود (ایسی آمین کہنے پر) اس حدیث کو ابن سکن اور ابن قطان دونون نے اپنے اپنے سنن مین روایت کیا ہو - انتہی -

ف یہ حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور پیشین گوئی کے ارشاد فرمائی

نمبر ۱۳ - العلق الثمین فی اثبات الجہر بآمین - مطبوعہ مطبع محمدی لاہور کے صفحہ ۵ مین ہے کہ (محدث) ابن عدی نے (اپنی کتاب) کامل مین ابوہریرہ رض سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - اِنَّ الْیَهُوْدَ قَوْمٌ حُسَّدٌ حَسَدُوْکُمْ عَلٰی ثَلٰثَةٍ اِفْشَاءِ السَّلَامِ وَاِقَامَةِ الصَّفِّ وَاٰمِیْنَ ترجمہ بیشک یہود حسد کرنیوالی قوم ہے تین چیزون پر تم سے اونہون نے حسد کیا (اول) سلام کے پھیلانے اور (دوم) صف کے قائم کرنے اور (سوم) آمین پر۔

نمبر ۱۴ (بسند دیگر) رفع الایادی فی الدعاء عقیب الصلواۃ و آداب الدعاء مطبوعہ مطبع احمدی پٹنہ صفحہ ۵ مین ہے۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سَیَکُوْنُ فِیْ اُمَّتِیْ رِجَالٌ یَدْعُوْنَ النَّاسَ اِلٰی اَقْوَالِ اَحْبَارِهِمْ

یحیی بن سعید

یحیی بن سعید سفیان ثوری وغیرہ کے شاگرد اور بخاری کے استاد اور امام الجرح والتعدیل ... اسمٰعیل بن ابی خالد اور ...

عبدالرحمن بن مہدی

اور متروک العمل قرار پائین - لیکن اوس غیر معصوم سے تمام مخالف

کے جانب کیا مجال ہو کہ ایک لمحہ کے لئے بھی احاطہ خیال اور دائرہ

وہم مین امور مندرجہ بالا (یعنی تاویل ورد و قدح وتحقیق صحت وضعف وغیرہا)

گذر کے مجاز ہون - اللہ تعالے ایسی سمجھ اور عقیدہ سے بچاؤ آمین -

مسلم سے - ہون نہین اسے صاحبو اقوال غیرون کے +

فدا ہون جان و دل سے مین احادیث پیمبر پر +

شمبر ۱۵ بروایت ابن شہاب ہر **المنتقی** من اخبار المصطفے

مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی کے صفحہ ۹۵ مین بعد حدیث نمبری ۸ کے

ہو - قَالَ ابْنُ شِهَابٍ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

يَقُوْلُ اٰمِيْن رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ اِلَّا اَنَّ التِّرْمِذِيَّ لَمْ يَذْكُرْ قَوْلَ

ابْنِ شِهَابٍ **ترجمہ** ابن شہاب نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم آمین کہتے تھے - اس حدیث کو ایک جماعت (یعنی امام احمد

بحث بہ نیت تعلیم

سفیان ثوری

عرصہ سے کچھہ کچھہ اسکا ظہور ہو چلا تھا - لیکن اس زمانہ مین اسکا پورا پورا ظہور ہوگیا - کیونکہ یہ بات آفتاب سے زیادہ روشن ہی کہ متعصبین امام کے پیچھے آمین کہنے سے سخت نفرت اور حسد کرتے ہین اور شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام مسئلون مین ایک عالم (یا امام یا مجتہد) کے قول وفعل پر عمل کرنا واجب اور لازم ٹھہراتے ہین اگرچہ اوس عالم کا قول صریح اور صاف صاف حدیث صحیح کے خلاف ہی کیون نہو - حدیث جو ایک معصوم صاحب وحی اور کتاب کا کلام پاک ہی اوسمین رد وقدح اور تاویل کی گنجایش روا اور جائز بلکہ واجب اور لازم ہو اور بوجہہ حمایت وطرفداری غیر معصوم عالم (یا امام یا مجتہد) کے قول کے نہایت زور و شور سے حدیث کے صحت و ضعف کی بابت بحث کرکے صحیح صحیح حدیثین ضعیف ٹھہرا کر ساقط العمل والاعتبار کر دیجائین اور متفق علیہ حدیثین زید وبکر کے مقابلہ مین مردود

دوسرا اره محدث نے اس حدیث کو ان لفظون سے نکالا ہو -
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب وَلَا الضَّالِّينَ کہتے تو آمین
زور سے کہتے اور **ابن حبان** کی روایت مین ابن شہاب
سے اسطرح ہو کہ جب فارغ ہوتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سورۂ فاتحہ کے پڑھنے سے تو بلند کرتے اپنی آواز اور آمین کہتے۔

واضح ہو کہ حدیث ابی ہریرہ رض کے کئی سندون سے روایت
کی گئی ہو تمام سندون کو اس مختصر مین لکھنا موجب طوالت ہے
شائقین سنت نبویہ کو دارقطنی وغیرہ کتابونکا مطالعہ کرنا چاہیے -
اگر ابو ہریرہ رض کے حدیث کی تحقیق کامل طور سے منظور ہو تو رسالہ
عمدۃ البراہین کو بغور ملاحظہ کرو -

تیسری حدیث علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ

... میزان الاعتدال مین ہو ...

اور بخاری ومسلم وابوداؤد ونسائی وابن ماجہ) نے روایت کیا مگر
ترمذی نے ابن شہاب کا قول نہین ذکر کیا (اس حدیث کو امام مالک رح
نے بھی اپنی کتاب مین روایت کیا ہے - مگر نسائی اور ابن ماجہ کے موجود
نسخہ مین ابن شہاب کی یہ حدیث مجھے نہین ملی) **تنبیہ**
بڑے بڑے مجتہدین اور ائمہ مثل امام شافعی رح اور امام احمد رح اور
بڑے بڑے محدثین مثل امام بخاری اور امام مسلم وابوداؤد
وترمذی وابن ماجہ ونسائی ودارقطنی وبیہقی وابن حبان وابن خزیمہ
وحافظ ابن تیمیہ وحافظ ابن القیم وحافظ ابن حجر وغیرہم مین سے اکثر
یا بعض احادیث نمبری ۸ و ۱۱ و ۱۲ سے آمین بالجہر ہی مراد لیتے
ہین اور ان مین سے اکثرون نے اپنی اپنی کتابون مین ان حدیثون کو
زور سے آمین کہنے کے باب مین ذکر کیا ہے **قسطلانی** شرح
صحیح بخاری کے صفحہ [illegible] اور **فتح الباری** کے صفحہ [illegible] مین ہے

نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب ولا الضالین پڑھتے تو آمین کے

ساتھ اپنی آواز بلند فرماتے۔ انتہی۔

نمبر ۱۸۔ جامع صغیر میں سیوطی رح لکھتے ہیں کہ۔

علی رض نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت

نے (مقتدیوں کے لیے) فرمایا اٰمِنُوا اِذَا قَرَءَ الْاِمَامُ غَيْرِ

الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ **ترجمہ** جب امام غَيْرِ

الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ پڑھے تو تم لوگ آمین کہو۔

چوتھی حدیث عبداللہ بن عمر رض کی

نمبر ۱۹۔ سنن دارقطنی میں ہے۔ عَنِ ابْنِ

عُمَرَ رض اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا

قَالَ وَلَا الضَّآلِّيْنَ قَالَ اٰمِيْنَ وَرَفَعَ بِهَا صَوْتَهٗ ـــ

ترجمہ روایت ہے (عبداللہ) ابن عمر رض سے کہ بیشک رسول اللہ

نمبر ۱۶ سنن ابن ماجہ کے صفحہ ۶۲ مین ہو عَنْ عَلِیٍّ رضہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا قَالَ وَلَا الضَّآلِّیْنَ قَالَ اٰمِیْنَ **ترجمہ** روایت ہو (امیر المومنین حضرت) علی رضہ سے کہ کہا مین نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ جب وَلَا الضَّآلِّیْنَ کہتے تو آمین (زور سے) کہتے انتہیٰ - اس حدیث کو ابن ماجہ نے زور سے آمین کہنے کے باب مین روایت کیا ہو - اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہین -

نمبر ۱۷ اعلام الموقعین عن رب العالمین کے مثال ۹۵ مین ہو کہ حضرت علی رضہ کے حدیث کو **بیہقی** رح نے ان لفظون کے ساتھ (بھی) ذکر کیا ہو عَنْ عَلِیٍّ رضہ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا قَرَءَ وَلَا الضَّآلِّیْنَ رَفَعَ صَوْتَہٗ بِاٰمِیْنَ **ترجمہ** حضرت علی رضہ سے روایت ہو کہ بیشک

ہی کہ جب لوگ آمین کہتے (تو عبد اللہ) ابن عمر رض اونکے ساتھ (زور سے) آمین

کہتے تھے اور اسکو سنت (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) سے تجویز

کرتے تھے انتہی۔ اور بیہقی نے دعوات کبیر مین روایت کی ہی کہ

كَانَ ابْنُ عُمَرَ اِذَا خَتَمَ اُمَّ الْقُرْاٰنِ يَقُوْلُ اٰمِيْنَ **ترجمہ** ابن عمر رض

جب سورہ فاتحہ ختم کرتے تو آمین کہتے تھے انتہی (رفع الایادی

صـــ ۲۹) ۔

پانچوین حدیث بلال رض کی

نمبر ۲۲ سنن ابوداود کے صـــ ۱۳۴ مین ہی عَنْ بِلَالٍ رض

اَنَّهٗ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسْبِقْنِيْ

بِاٰمِيْنَ **ترجمہ** بلال (موذن نبوی) رض سے روایت ہی کہ اونھون نے

کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آمین کہنے مین آپ مجھسے سبقت

نہ کیجیے **ف** حضرت بلال رض کے قول سے ظاہر ایہی معلوم ہوتا ہے

کہ انحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آمین بآواز بلند کہتے تھے ۔

صلی اللہ علیہ وسلم جب وَلَا الضَّالِّيْنَ کہتے تو آمین کہتے اور اوسکے ساتھ
اپنی آواز کو بلند فرماتے۔

نمبر ۲۰ ۔ صحیح بخاری مطبوعہ مطبع احمدی کے صفحہ ۱۰۸
مین زور سے آمین کہنے کے باب مین ہے۔ قَالَ نَافِعٌ كَانَ ابْنُ عُمَرَ
لَا يَدَعُهُ وَيَحُضُّهُمْ وَسَمِعْتُ مِنْهُ فِي ذٰلِكَ خَبَرًا ترجمہ
نافع نے کہا کہ (عبد اللہ) ابن عمر نہین چھوڑتے تھے اسکو (یعنی آمین بآواز
بلند کو) اور لوگون کو اسپر برانگیختہ کرتے تھے۔ اور مین نے اون سے
اس باب مین حدیث (مرفوع) سُنی ہے۔

نمبر ۲۱ ۔ فتح الباری کے صفحہ ۲۲۴ مین حافظ ابن حجر
عسقلانی اور **توشیح** علی الصحیح (شرح صحیح بخاری) مین جلال الدین سیوطی
لکھتے ہین کہ رَوَى الْبَيْهَقِيُّ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا أَمَّنَ النَّاسُ أَمَّنَ
مَعَهُمْ وَيَرَى أَنَّ ذٰلِكَ مِنَ السُّنَّةِ ترجمہ بیہقی نے روایت

انس رض سے کہ اونھون نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ جسنے سورہ فاتحہ پڑھی پھر آمین کہی تو آسمان کے تمام
مقرب فرشتے اوسکے لیے بخشش چاہتے ہین انتہی۔ کشف الغمہ
مین امام عبد الوہاب شعرانی مصری حنفی رح بروایت انس رض لکھتے
ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے مقتدی آمین پکار
کر کہتے تھے انتہی۔

ساتوین حدیث ابی موسی اشعری رض کی

نمبر ۲۴ صحیح مسلم جلد اول کے صہ ۱۷۴ وسنن ابو داود
جلد اول کے صہ ۱۳۹ وسنن نسائی جلد اول کے صہ ۱۱۲ مین ہے عَنْ
اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ اِذَا قَالَ الْاِمَامُ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْہِمْ وَلَا الضَّالِّیْنَ
فَقُوْلُوْا اٰمِیْنَ یُحِبُّکُمُ اللّٰہُ **ترجمہ** ابی موسی اشعری رض سے

اس حدیث کے تمام راوی ثقہ اور معتبر ہین۔ اور یہ حدیث بھی۔
ہے۔ حدیث کے بڑے بڑے امام جنکے کہنے پر حدیث کے صحیح اور ضعیف
ہونیکا مدار ہے اون مین سے کسی نے اسپر جرح نہین کی۔ اور چونکہ ابو
داؤد اور منذری رح نے اس حدیث پر سکوت فرمایا ہے اس سے
بھی اچھی طرح ہر منصف مزاج آدمی یہ سمجھہ سکتا ہے کہ ان دونون امامون
کے نزدیک بھی یہ حدیث حسن و صحیح و قابل عمل ہے۔ اس حدیث
کا پورا اور کافی بیان عمدۃ البراہین مین دیکھو۔

چھٹوین حدیث انس رض کی

نمبر ۲۳ درمنثور أَخرَجَ الدَّيلَمِيُّ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ ثُمَّ قَالَ آمِيْنَ لَمْ يَبْقَ مَلَكٌ فِي السَّمَاءِ مُقَرَّبٌ اِلَّا اسْتَغْفَرَ لَهُ۔ انتهى

(التعلیق الثمین) ترجمہ دیلمی (محدث) نے نکالا دیلمی روایت کیا

پیچھے آمین کہنے پر۔ انتہیٰ ۔

نوین حدیث عبداللہ بن عباس رض کی

نمبر ۲۶ سنن ابن ماجہ کے صفحہ ۱۳۱ مین زور سے آمین کہنے کی باب مین ہے۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا حَسَدَتْکُمُ الْیَھُوْدُ عَلٰی شَیْءٍ مَا حَسَدَتْکُمْ عَلٰی اٰمِیْنَ فَاَکْثِرُوْا مِنْ قَوْلِ اٰمِیْنَ **ترجمہ** روایت ہے کہ ابن عباس رض نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہود تم سے کسی شئی پر اسقدر نہین حسد کرتے (یعنی چڑتے اور جلتے) ہین جسقدر آمین پر حسد کرتے ہین پس تم آمین (بآواز بلند) بہت کہا کرو۔ انتہیٰ

دسوین حدیث ام المومنین عائشہ صدیقہ رض کی

نمبر ۲۷ سنن ابن ماجہ کے صفحہ ۱۳۰ مین زور سے آمین کہنے کے باب مین ہے۔ عَنْ عَائِشَۃَ رض عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

فی الحکم اس حدیث کے کل راوی ثقہ اور معتبر اور عادل اور حفاظ ہین اسلئے یہ حدیث بھی صحیح اور قابل عمل ہے

روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب امام

غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ کہے تب تم آمین کہو تو

اللہ تعالیٰ تمہاری دعا قبول کریگا انتہی۔ اس حدیث کو امام احمد (اور

ابن ماجہ) نے بھی روایت کیا ہے (المنتقیٰ من اخبار المصطفیٰ صد ۱۶)

آٹھوین حدیث معاذ بن جبل رض کی

نمبر ۲۵ معجم اوسط مین طبرانی رح لکھتے ہین عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رض اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْيَهُوْدَ قَوْمٌ حُسَّدٌ وَلَمْ يَحْسُدُوْا الْمُسْلِمِيْنَ عَلٰى اَفْضَلَ مِنْ ثَلَاثٍ رَدِّ السَّلَامِ وَاِقَامَةِ الصُّفُوْفِ وَقَوْلِهِمْ خَلْفَ اِمَامِهِمْ فِي الْمَكْتُوْبَةِ اٰمِيْنَ ترجمہ

بیشک یہود بڑی حاسد قوم ہے۔ اور مسلمانون پر تین چیزون سے

کسی افضل چیز پر اوس نے حسد نہین کیا (اول سلام کے جواب دینے پر

(دوم نماز مین) صفون کی قایم کرنے پر (سوم) فرض نماز مین امام کے

کہ ان حدیثوں مین جہاد آمین کہنے آمین بآواز بلند ...

کا جلنا اور مسلمانوں کا جلانا یہود کے سننے پر موقوف تہا ورنہ آہستہ سے

آمین کہنا کیا اگر مسلمان یہود کو ہزارون اور لاکھون گالیان بہی دیتے تو

اونھین خبر تک بہی نہوتی حسد کرنا اور چڑہنا کیا معنی رکہتا ہی۔ **جمیل**

لوگ کیون کہتے ہین آمین سے ہوا کیا انکو یہ کوئی خنجر ہی کہ شمشیر کہ تیغا آمین۔

حدیث نمبری ۶ و ۷ کا شافی بیان عمدۃ البراہین مین بغور دیکہو۔

گیارہوین حدیث ام حصین رض کی

نمبر ۲۸ مجمع الزوائد مین ہی عن اُمّ الحصین انہا کانت تصلی خلف النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی صف النساء فسمعتہ یقول الحمد للہ رب العلمین ○ الرحمن الرحیم ○ مالک یوم الدین ○ حتی بلغ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین قال آمین حتی سمعتہ وانا فی صف النساء رواہ الطبرانی

میزان الاعتدال مین ہی کہ محمد بن کثیر عبدی بصری اپنے بہائی سلیمان اور شعبہ اور ثوری سے روایت کرتے ہین اور اون سے بخاری اور ابوداود ... یوسف اور ایک جماعت نے روایت کی ہی ابو حاتم نے کہا کہ وہ ...

قَالَ مَا حَسَدَتْكُمُ الْيَهُودُ عَلَى شَيْءٍ مَا حَسَدَتْكُمْ عَلَى السَّلَامِ وَ التَّأْمِينِ **ترجمہ** عائشہ رض سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہود نے تمسے کسی چیز پر اسقدر حسد نہ کی جتنا کہ سلام کرنے اور آمین کہنے پر۔ انتہی **ترغیب وترہیب** میں حافظ منذری رح لکھتے ہیں کہ حضرت عائشہ رض کی اس حدیث کو **ابن ماجہ** نے صحیح سند سے اور (امام) **احمد** نے اور **ابن خزیمہ** نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے (اور بیہقی نے بھی اپنی سنن میں بسند صالح اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ العلق الثمین

تنبیہ احادیث نمبری ۱۳-۱۴-۲۵-۲۶-۲۷- میں اگرچہ کوئی لفظ ایسا نہیں ہے کہ جس سے صریح اور صاف صاف طور سے آمین باواز بلند کہنا سمجھا جاوے۔ لیکن ہر عقلمند اور منصف مزاج موقع کلام اور قرینۂ مقام سے تھوڑے غور اور تامل کے ساتھ بخوبی سمجھ سکتا

قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا قَالَ الْاِمَامُ

غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْہِمْ وَلَا الضَّالِّیْنَ فَقُوْلُوْا اٰمِیْنَ یُجِبْکُمُ

اللّٰہُ رواہ الطبرانی فی الکبیر وفیہ سعید بن بشیر وفیہ کلام انتہی ترجمہ

سمرہ بن جندب نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب

امام غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کہے تب تم لوگ آمین کہو۔

اللہ تعالیٰ تمہاری دعا قبول کریگا اس حدیث کو طبرانی نے (معجم

کبیر) میں روایت کیا اور اس حدیث میں سعید بن بشیر ہیں اور انہیں کلام ہے۔

ستائیسویں حدیث ابو میسرہ تابعی سے

تمسک ۳۰ - التبیین فی اثبات الجہر بآمین میں علامہ حسن یمنی نے

لکھا ہے کہ حافظ ابن حجر نے تخریج میں کہا کہ ابن ابی شیبہ (محدث)

نے اپنی کتاب الدعا میں ابو میسرہ سے جو منجملہ کبار تابعی کے ہیں

(اس حدیث کو) بایں الفاظ روایت کیا ہے - اِنَّ جِبْرَئِیْلَ

فی الکبیر ترجمہ ام الحصین رض سے روایت ہو کہ وہ (یعنی مین) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے عورتون کی صف مین نماز پڑھتی تھین (ام الحصین کہتی ہین) پس مین نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ کہتے تھے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ یہانتک کہ پہونچے وَلَا الضَّآلِّیْنَ تک تو آمین کہی حتی کہ مین نے اوسکو سُن لیا حالانکہ مین عورتون کی صف مین تھی - اس حدیث کو طبرانی نے (معجم) کبیر مین روایت کیا ہی - اور حافظ ابن حجر رح نے اپنی کتاب تخریج احادیث ہدایہ کے صفحہ ۸۸ مین بھی ذکر کیا ہی - تمثیل عورتین سنتی تھین آواز صف آخر مین ؛ جیسا کہتے تھے شہ یثرب وبطحا آمین ؛ -

بارہوین حدیث سمرہ رض کی

نمبر ۲۹ مجمع الزوائد مین ہی عن سمرۃ بن جندب

طریق دوم حدیث وائل

اٰمِیْنَ دُعَاءٌ وَاَمَّنَ ابْنُ الزُّبَیْرِ وَمَنْ وَّرَاءَهٗ حَتّٰی اِنَّ لِلْمَسْجِدِ لَلَجَّةً **ترجمہ** عطار نے کہا کہ آمین دعا ہے (یہ عطار رح کا اجتہاد ہے) اور آمین کہا ابن زبیر (صحابی) اور انکے پیچھے والون نے یہان تک کہ مسجد ہل گئی (ب) قسطلانی شرح صحیح بخاری مطبوعۂ نولکشور جلد دوم کی ص۵۳ و فتح الباری شرح صحیح بخاری کے ص۲۷۴ و اعلام الموقعین عن رب العالمین (مصنفۂ علامۂ حافظ ابن القیم رح) کے شال ۹۵ مین ہے عَنْ عَطَاءٍ اَدْرَکْتُ مِائَتَیْنِ مِنَ الصَّحَابَةِ فِیْ هٰذَا الْمَسْجِدِ اِذَا قَالَ الْاِمَامُ وَلَا الضَّالِّیْنَ سَمِعْتُ لَهُمْ رَجَّةً بِاٰمِیْنَ رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ **ترجمہ** عطار رح سے روایت ہے کہ مینے دوسو آدمیون کو صحابہ مین سے اس مسجد (خانۂ کعبہ) مین پایا کہ جب امام وَلَا الضَّالِّیْنَ کہتا تو اون (دونو سو اصحاب) کی بلند آوازیان

طریق سوم حدیث وائل

طریق چہارم اس حدیث کا

اَقْرَءَ النَّبِیَّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاتِحَۃَ الْکِتَابِ فَلَمَّا
قَالَ وَلَا الضَّالِّیْنَ قَالَ لَہٗ قُلْ اٰمِیْنَ فَقَالَ اٰمِیْنَ وَ
صَحَّحَہٗ (ای الحافظ فی التخریج - العلق الثمین ص) ترجمہ
بیشک جبرئیل علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
سورۂ فاتحہ پڑھائی پس جب آنحضرت نے ولا الضالین کہا
توجبرئیل علیہ السلام نے آپ سے کہا کہ آمین کہیئے تب
آپ نے آمین کہی - اور صحیح کہا اس حدیث کو (حافظ ابن
حجر نے تخریج مین) نیز جلال الدین سیوطی رح الدر المنثور فی
تفسیر الماثور مین تحریر فرماتے ہین کہ اس حدیث کو بروایت
ابی میسرہ تابعی کے ابن ابی شیبہ اور وکیع نے روایت کیا ہی

حدیث عطا تابعی (استاد حضرت امام ابوحنیفہ رح)

نمبر ۱۱ (الف) صحیح بخاری کی ص ۱۰ مین ہو قال عطاءٌ

عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ اٰمِيْنَ ترجمہ اسمعیل بن مسلم نے کہا کہ ابی بن کعب (صحابی مشہور) کی قراءۃ میں غیر المغضوب عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ اٰمِيْنَ ہے (یعنے لفظ آمین بر سورہ [illegible] کا اختتام ہے اور یہہ لفظ اس سورہ کا ایک جزو اور [illegible] قرآن شریف ہے) العلق الثمین صث [illegible]

آنحضرت [illegible] کے لفظ آ[illegible] جہر [illegible]

جہری [illegible] اور یہ وجہ [illegible] اس [illegible]

آمین جزو قرآن [illegible] صحابی موصوف کو اس بات کا [illegible] ہو گیا کہ یہہ لفظ داخل قرآن اور سورۂ فاتحہ کا خاتمہ ہے [illegible] ابی بن کعب اور ان کی متبعین کا اس لفظ آمین کو نماز جہری میں بعد سورۂ فاتحہ کے بجہر ادا کرنا صاحبان عقل اور ارباب [illegible] پر کسیطرح مخفی نہیں رہ سکتا۔

آمین کہنے کی ساتھ مین سنتا اس حدیث کو بیہقی نے روایت کیا

انتہی (ج) مرقاۃ شرح مشکوۃ مین ملا علی قاری حنفی

نے حدیث مذکور کو اس لفظ سے روایت کیا ہے

اَدْرَكْتُ مِائَتَيْنِ مِنَ الصَّحَابَةِ اِذَا قَالَ الْاِمَامُ وَلَا الضَّالِّيْنَ

رَفَعُوْا اَصْوَاتَهُمْ بِاٰمِيْنَ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَابْنُ حِبَّانَ فِي

صَحِيْحِهٖ ترجمہ عطاء رض سے روایت ہے کہ مینے دو سو

اصحاب کو پایا کہ جب امام وَلَا الضَّالِّيْنَ کہتا تو وہ لوگ (دونون

سو اصحاب) آمین کہنے کے ساتھ اپنی آوازون کو بلند کرتے

اس حدیث کو بیہقی اور ابن حبان نے اپنی صحیح مین روایت کیا ہے انتہی

اس نمبر ۳۱ کا بیان رسالہ عمدۃ البراہین مین مفصل دیکھو -

نمبر ۳۲ ابن شاہین کے (کتاب) السنۃ مین ہے عن

اِسْمٰعِيْلَ بْنِ مُسْلِمٍ قَالَ فِي حَرْفِ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ

ابو بکر محمد بن ابان

ابو بکر محمد بن ابان ثقہ ہین اونکی توثیق سے خلاصہ اور کاشف اور تقریب مین ... سے معروف ہی امر کافی ہے کہ یہ رجال بخاری سے ہین دیکھو صحیح بخاری

لهم رجة في مساجدهم بآمين إذا قال الإمام غير المغضوب عليهم ولا الضالين ترجمہ ہم سے حدیث بیان کی وکیع نے اور وکیع نے کہا کہ ہم سے حدیث بیان کی مطر نے اور مطر نے کہا کہ میں نے عکرمہ سے کہتے ہوئے سنا کہ میں نے لوگوں کو پایا کہ جب امام غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کہتا تو لوگوں کی آوازیں انکی مسجدوں میں بلند ہوتیں انتہی ۔

نمبر ۳۵ چونکہ زور سے امین کہنے کی حدیثیں نہایت ہی صحیح اور ثابت ہیں اور اسکے دلائل بہت ہی قوی ہیں اسی لئے چار اماموں میں سے تین امام اسکے قائل ہوئے ہیں **میزان کبرے** شعرانی کے صفحہ ۱۹۶ میں ہے ومن ذلك قول الإمام أبي حنيفة رح أنه لا يجهر بالتأمين سواء الإمام والمأموم مع قول أحمد والشافعي في أرجح القولين أنه يجهر الإمام

نمبر ۳۳ التعلیق الثین کے صہ ۹ مین ہے کہ اصحاب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین سے سیدنا و مولانا علی بن ابی طالب
کرم اللہ تعالی وجہہ ۔ اور بلال (موذن نبوی) اور عبد اللہ بن عباس
اور عبد اللہ بن مغفل اور انس بن مالک (خادم نبوی) اور وائل بن
حجر اور ابو زہیر نمیری اور ابو ہریرہ اور ابو موسی اشعری اور معاذ بن جبل
اور سمرہ بن جندب اور عبد اللہ بن عمر اور حضرت عائشہ صدیقہ ام المومنین
اور ام الحصین (رضوان اللہ علیہم اجمعین) اور تابعین مین سے
ابو میسرہ اور زہری اور عکرمہ اور عطاء (استاد امام ابو حنیفہ رح
وغیرہم) ہین کہ آمین باواز بلند کہتے تھے انتہی مسک الختام شرح
بلوغ المرام مین بھی ایسا ہی ہے ۔

نمبر ۳۴ مصنف ابن ابی شیبہ مین ہے حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ
حَدَّثَنَا مَطَرٌ قَالَ سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ يَقُولُ اَدْرَكْتُ النَّاسَ وَ

اور بعض حنفی عالم بھی آمین بالجہر کے سنت ہونے کے قائل ہیں

اور آہستہ آمین کہنے کی حدیث کو ضعیف فرماتے ہیں۔

نمبر ۳۶ فتح القدیر شرح ہدایہ جلد اول کے صـ ۱۲۱ باب التامین

میں شیخ ابن ہمام حنفی رح طول طویل بحث کے بعد لکھتے ہیں۔ لو

كَانَ اِلَيَّ فِيْ هٰذَا شَيْءٌ لَوَفَّقْتُ بِاَنَّ رِوَايَةَ الْخَفْضِ

يُرَادُ بِهَا عَدَمُ الْقَرْعِ الْعَنِيْفِ وَرِوَايَةَ الْجَهْرِ بِمَعْنٰى قَوْلِهَا

فِيْ زِيْرِ الصَّوْتِ وَذَيْلِهٖ يَدُلُّ عَلٰى هٰذَا مَا فِيْ ابْنِ مَاجَةَ

كَانَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا تَلٰى غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ

وَلَا الضَّالِّيْنَ قَالَ اٰمِيْنَ حَتّٰى يَسْمَعَ اَهْلُ الصَّفِّ

الْاَوَّلِ فَيَرْتَجُّ بِهَا الْمَسْجِدُ وَارْتِجَاجُهٗ اِذَا قِيْلَ فِي

الْيَمِّ فَاِنَّهُ الَّذِيْ يَحْصُلُ عَنْهُ دَوِيٌّ كَمَا يُشَاهَدُ

فِي الْمَسَاجِدِ بِخِلَافِ مَا اِذَا كَانَ يَقْرَعُ وَعَلٰى هٰذَا

وَالْمَامُوْمِ وَمَعَ قَوْلِ مَالِكٍ بِجَهْرِبِهِ الْمَامُوْمُ دُوْنَ الْاِمَامِ

رِوَايَتَانِ لَيْسَ لِاَحَدِهِمَا تَرْجِيْحٌ **ترجمہ** اور بعض اس سے

(یعنی بجہر نماز کے اس مسئلہ ان کے ضمن چاروں اماموں کا باہم

اختلاف [illegible] ایک اور [illegible] بھی مسئلہ ہے اسمیں) امام

ابو حنیفہ رح کا قول یہ ہے کہ آمین باواز بلند نہ امام کہے اور نہ مقتدی

اور امام [illegible] اور امام شافعی [illegible] قولوں میں سے راجح تر یہ قول

ہے کہ امام و مقتدی دونوں آمین باواز بلند کہیں اور امام مالک رح

کا قول مقتدی کے حق میں تو یہی ہے کہ وہ زور سے آمین کہے اور

امام کے حق میں امام مالک رح سے دو قول مروی ہیں جنمیں ایک

کو دوسرے پر ترجیح نہیں ہے انتہی ما فی المیزان الکبریٰ

امام شافعی اور امام احمد رح کا مذہب آمین زور سے کہنے کے بارہ

میں حدیث نمبری ۷ کے ضمن میں ترمذی کی ص ۲۹ سے بیان ہو چکا ہے

آواز ہوتی ہے جس سے کہ بھنک حاصل ہوتی ہے جیساکہ
مسجدون مین دیکھاجاتا ہے برخلاف کڑک کے - لہذا
مناسب یہہ ہے کہ (آمین) کہی جاوے اس طور پر کہ کڑاکا نہو
جیساکہ بعضے کرتے ہین ف ابن ہمام رح کے قول کا حاصل
یہہ ہے کہ آمین اسقدر پکار کر کہی جاوے کہ صف اول تک آواز
پہونچے نہ تو بہت کڑاکے کے ساتھہ ہووے اور نہ ایسی پوشیدہ اور
پست آواز سے کہ قریب والے دس پانچ آدمی بھی نسنین
جیساکہ آجکل مقلدین کرتے ہین اور یہہ امر بھی درصورت ثبوت
روایت خفض کے ہے واِلّا فلا -

نمبر ۳۷ ارکان اربعہ مین مولوی عبد العلی بحر العلوم لکھنوی
لکھتے ہین کہ اَمَّا الاسرار بالتامین فھو مذھبنا ولم
یُرو فیہ الا ما روی الحاکم عن علقمۃ بن وائل

۸۲

فَيَنْبَغِي اَنْ يُّقَالَ عَلٰى هٰذَا الْوَجْهِ لَا يَقْرَعُ كَمَا يَفْعَلُ بَعْضُهُمْ

ترجمہ اگر میری (یعنے حنفی مذہب کی) طرف اس (آہستہ آمین کہنے کے بارہ) کوئی دلیل ہوتی تو ہین یون مطابقت دیتا کہ آہستہ آمین کہنے کی روایت سے یہ مراد ہے کہ سخت گرجنہو اور پکار کر آمین نہ کہنے کے روایت سے یہ مقصود ہے کہ درمیانی آواز ہو اور (جو وجہ مطابقت بابت حدیث خفض اور جہر کے مینے بیان کی ہے) اوس پر ابن ماجہ کی روایت (نمبری ۱۲) دلالت کرتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ پڑہتے تو آمین کہتے (ایسی آواز سے) کہ پہلے صف والے مقتدی سُن لیتے اور مسجد اُس آواز (مبارک) سے ہل جاتی (یا گہن گھنا اوٹھتی) اور ارتجاج اوسکا جب کہا جاتا ہے دریا مین (یعنے جب بولا جاتا ہے اِرْتَجَّ الْبَحْرُ) تو اُس سے مراد وہ

ص۲ سے ص۵ تک) میں بیان کی گئی ہے انتہی جمیل

ہی یہ مجروح روایت کہ رسول الثقلین | جہر کے وقت میں کہتے تھے باخفا آمین

نمبر ۳۸ سفر السعادت مطبوعہ مطبع صدیقی لاہور کے ص۱۳
میں مجد الدین فیروزآبادی (صاحب قاموس) بیان میں
طریقہ نماز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لکھتے ہیں اور آخر
میں سورہ فاتحہ کے آمین کہتے نماز جہری میں شور سے اور
سری میں آہستہ سے اور سارے صحابہ کہ مقتدی ہوتے آمین
کہنے میں موافقت کرتے انتہی –

نمبر ۳۹ (الف) لمعات شرح مشکوٰۃ میں شیخ عبد الحق
صاحب محدث دہلوی رح لکھتے ہیں کہ علیہ اکثر العلماء
من الصحابۃ والتابعین – اور شرح سفر السعادت کے ص۹۶
میں شیخ موصوف رح لکھتے ہیں کہ عمل اکثر علماء صحابہ وتابعین

۸۵

وہ نوعیت ہے یا غیر نوعیت لیکن جب کسی مسئلہ میں بہت طریقوں سے حدیثیں مروی ہوں اور بعض اون میں صحیح اور بعض ضعیف اور کوئی متصل اور کوئی منقطع ہو تو محدثین رح اوس ضعیف اور منقطع روایت کو بھی صحیح اور متصل کے ساتھ بزور تقویت کے ذکر کیا کرتے ہیں

اور آمین بالجہر کے باب میں تو بہت سی صحیح حدیثیں متصل طریقوں سے مروی ہیں تو عبد الجبار کے منقطع ہونے کی بھی دوسری صحیح متصل حدیثوں کا تقویت کے لئے بیان کرنا بعد از انصاف منظور ہوگا اور

عَنْ اَبِيهِ اَنَّهٗ صَلّٰى مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا بَلَغَ وَلَا الضَّالِّيْنَ قَالَ اٰمِيْنَ وَاَخْفٰى بِهَا صَوْتَهٗ وَهُوَ ضَعِيْفٌ وَقَدْ بُيِّنَ فِيْ فَتْحِ الْقَدِيْرِ وَجْهُ ضُعْفِهٖ ترجمہ

لیکن آہستہ سے آمین کہنی پس ہمارا وہی مذہب ہی اور اُس مین (یعنے آہستہ سے آمین کہنے مین) کوئی حدیث نہین روایت کی گئی ہے مگر حاکم نے جو روایت کیا ہے کہ علقمہ نے اپنے باپ وائل سے روایت کی ہے کہ اُنھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی پس جب آنحضرت ولا الضالین پر پہونچے تو آمین کہی اور اسکے ساتھ اپنی آواز پوشیدہ کی اور وہ (حدیث جسے حاکم نے علقمہ سے روایت کی ہے اور جس کے نیچے نکے سلسلہ سند مین شعبہ رح ہین) ضعیف ہی اور ضعیف ہونیکی وجہ فتح القدیر (اور نہایت ہی شرح وبسط کے ساتھ رسالہ عمدۃ البراہین کے

٨٧

لکھتے ہیں یُسَنُّ لِلْاِمَامِ وَالْمُنْفَرِدِ الْجَھْرُ بِالتَّامِیْنِ
وَکَذَا الْمَامُوْمُ عَلَی الْمَذْھَبِ الصَّحِیْحِ (اِلٰی اَنْ قَالَ)
وَقَالَ مَالِكٌ لَا یُؤَمِّنُ الْاِمَامُ فِی الْجَھْرِیَّۃِ
وَقَالَ اَبُوْ حَنِیْفَۃَ وَالْکُوْفِیُّوْنَ وَمَالِكٌ فِیْ رِوَایَۃٍ
لَا یَجْھَرُ بِالتَّامِیْنِ وَقَالَ الْاَکْثَرُوْنَ یَجْھَرُ

ترجمہ امام اور منفرد کے لئے زور سے آمین کہنی سنت ہے اور اسیطرح صحیح مذہب کے موافق مقتدی کے لئے (یہانتک کہ کہا) اور امام مالک رح نے کہا کہ جہری نماز میں امام آمین کہے (نہ آہستہ سے نہ زور سے) اور امام ابو حنیفہ رح اور کوفہ والون نے کہا اور ایک روایت میں امام مالک نے کہ امام زور سے آمین نہ کہے اور اکثر (اماموں اور عالموں) نے کہا کہ امام (بھی مقتدی کی طرح) زور سے آمین کہے انتہی۔

بسرین (ای بر آمین بالجہر) است ترجمہ تمام صحابہ اور تابعین کی کثرت، آمین پکار کر کہنے کی طرف ہے۔ انتہیٰ

(ب) مدارج النبوۃ کی ص۲۱۵ مین شیخ عبد الحق صاحب محدث دہلوی رحمہ لکھتے ہین کہ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) در آخر فاتحہ آمین میگفت در نماز جہری بجہر و در نماز سری بخفیہ۔ مقتدیان نیز بموافقت آمین میگفتند۔ انتہیٰ

نمبر ۴۰ فتح الباری کے ص۲۴۲ مین ہے۔ قَالَ الرَّافِعِيُّ الْأَكْثَرُ أَنَّهُ فِي الْمَسْأَلَةِ قَوْلَانِ أَصَحُّهُمَا أَنَّهُ يَجْهَرُ ترجمہ رافعی نے کہا اکثر یہہ ہے کہ اس مسئلہ (آمین) مین دو قول ہین۔ دونون مین زیادہ صحیح یہہ ہے کہ آمین زور سے کہے جاوے انتہیٰ۔

نمبر ۴۱ شرح صحیح مسلم مطبوعہ میرٹھ کی ص۱۷۶ مین امام نووی رحمہ

سے کسی نے اس جزو کو ... بالکل ہی احتمال نہین ... اسی سے دار قطنی رحمہ ایسے جلیل القدر محدث نے اس حدیث کی اسناد کو صحیح کہا ہے علاوہ برین حنفیہ کے نزدیک تو حدیث مرسل اور منقطع بھی قابل حجت اور استدلال کے

درج کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے جو چند مسائل اختلافی کے بابت
اونسے استفتا کیا گیا تھا۔ **سوال** سورۂ فاتحہ کے پڑھنے
مین اندر نماز کے پیچھے امام کے اس حدیث کے لحاظ سے کہ
لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ ترجمہ نماز نہین ہوتی
ہے مگر سورۂ فاتحہ کے پڑھنے سے اور لحاظ سے اس آیت کے
اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَہٗ وَاَنْصِتُوْا ترجمہ جب پڑھا
جاوے قرآن چپکے رہو اور سنو۔ کیا حکم ہوگا اور امام ابو حنیفہ رح
کی قول سے معلوم ہوتا ہے کہ اَلْحَمْدُ کا پڑھنا امام کے پیچھے منع ہے
اور امام شافعی رح کے نزدیک بدون اَلْحَمْدُ پڑھے نماز
جائز نہین کہا گیا چاہیے اور کسکے فتوی پر چلنا اس مقدمہ میں بہتر
ہے۔ **جواب** پڑھنا سورۂ الحمد کا اس مقدمہ میں پیچھے
امام کے مقتدی کو امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک منع ہے اور

ایضاً رفع بہا صوتہ - د ترجمہ بلند کرتے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ساتھ آمین کے اپنی آواز کو نقل
کیا اس حدیث کو ابوداؤد نے ایضاً وکان اذا قال آمین
یسمع من یلیہ من الصف الاول - د ق فیرتج
بہا المسجد - ق ترجمہ اور تھے پیغمبر صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم جب آمین کہتے سنتا وہ شخص جو قریب اونکے ہوتا پہلی
صف مین سے - نقل کیا اس حدیث کو ابن ماجہ نے پس اس
آواز سے مسجد ہل جاتی نقل کیا اس حدیث کو ابن ماجہ نے انتہی

نمبر ۴۷ چونکہ جناب شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رح
بہت بڑے فاضل اور مشایخ ہند سے ہوئے ہین اور ہر خاص
عام اونکو بہ نظر تعظیم دیکھتے ہین اور کمال حسن عقیدت اونکے ساتھ
رکھتے ہین اسلئے اس مقام مین شائقین کے لئے اوس فتوی کا

بعضے حدیث صحیح کی اور علماے محققین اور محدثین اور مفسرین نے
اس باب مین بہت گفتگو کی ہے آخر ٹھہری یہہ بات کہ سورۂ اَلْحَمْدُ
پیچھے امام کے پڑھے اس طور پر کہ جسوقت امام اَلْحَمْدُ پڑھے مقتدی
سنے اور کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ آخر سورہ تک اسیطور سے آہستگی
کے ساتھہ ملادے اور جب امام آمین پر پہونچے تو سب مقتدی
کہین پکار کر آمین اور اس باب مین صحیح بخاری مین بھی
ایک حدیث وارد ہے - اب شان نزول موافق بیان اور تحقیق
شیخ کامل شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رح کے معلوم
کیا چاہیے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ کے مسجد
مین نماز ادا کرتے تھے اور صحابہ رض بھی پیچھے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے پڑھتے اور جیسے حضرت جہر کے ساتھہ ختم فرماتے تھے پس مقتدی لوگ
اوسکو آہستگی کے ساتھہ پڑھتے تھے جب اَلْحَمْدُ کو تمام کرکے

امام محمد رحمہ کے نزدیک جسوقت امام آہستہ پڑھے جایز ہی بلکہ
اولی اور امام شافعی رحمہ کے نزدیک بغیر پڑھے الحمد کے نماز
جایز نہیں اور نزدیک اس فقیر (یعنے شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی)
کے بھی قول امام شافعی رحمہ کا ترجیح رکھتا ہے اور بہتر ہے کیونکہ
اس حدیث کے لحاظ سے کہ نماز نہیں ہوتی مگر سورۂ فاتحہ
سے - نماز کا بطلان ثابت ہوتا ہے اور قول امام ابو حنیفہ رحمہ
کا جا بجا وارد ہے کہ جس جگہہ حدیث صحیح وارد ہو اور میری
بات اوسکے خلاف پڑے تو میری قول کو نہ مانئے اور
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بات پر چلئے اور حال
آیۂ کریمہ کا یہہ ہے کہ جسوقت امام دوسری سورہ ملاوے
مقتدی چپ رہے اور سنے نہ کہ سورۂ فاتحہ کے
لئے کہ ام الکتاب ہے اور مستثنی ہے مفہوم سے

علماء محققین سے مثل امام بخاری اور مسلم رح وغیرہ کی صحت اسکی
ثابت ہوئی تو چھوڑنے مین اسکی مطعون ہوگا تمام ہوا فتوی شاہ صاحب کا

تنبیہ اس فتوی کو علماء کلکتہ نے ۱۲۵۶ھ ہجری مین جناب
مرزا کریم اللہ بیگ صاحب مرحوم کے اُس مجموعہ سے جسمین اُنھون نے
تمام خاندان حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رح کے
فتوون کو جمع کیا ہے چھاپ کر عالم مین شائع کیا اور پھر یہہ فتوی
۱۲۹۰ھ ہجری مین مطبوع ہوا ۔۔

نمبر ۴۸ تنویر العینین مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی کے صہ ۴۲ مین ہے

وَكَذَا يَظْهَرُ بَعْدَ التَّعَمُّقِ فِي الرِّوَايَاتِ وَالتَّحْقِيقِ أَنَّ الْجَهْرَ
بِالتَّأْمِينِ أَوْلَى مِنْ خَفْضِهِ لِأَنَّ رِوَايَةَ جَهْرِهِ أَكْثَرُ
وَأَوْضَحُ مِنْ خَفْضِهِ ترجمہ (جسطرح مسئلہ رفع یدین
مین بہت سے قوی اور صحیح حدیثین ہین) اسیطرح

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى شروع کیا صحابہ رضہ بھی پیروی سے
راہ سے اس سورہ کو پڑھنے لگے اسی مین یہ آیت اوتری
تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قِرَاءَةُ الْإِمَامِ
قِرَاءَةٌ لَّهُ امام کی قراءة مقتدی کی قراءة ہے اس سے صاف
معلوم ہوا کہ یہہ آیة دوسرے سورہ کے منع کے لئے اوتری نہ
سورہ فاتحہ کے لئے اور پھر سب صحابہ پیچھے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے سورہ الحمد ہمیشہ ادا کرتے رہے کبھی حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع نہ کیا پس لازم ہے کہ سورہ فاتحہ
کو مقتدی لوگ پیچھے امام کے پڑھا کرین تاکہ تابعدارون مین
مفسرین اور محدثین کے داخل رہین اور چھوڑنے مین عمل اوسکا
خلاف حدیث صحیح کے واقع ہوگا - اور کیا تعجب ہے کہ صحت اس
حدیث کی امام ابو حنیفہ رح کو نہ پہونچی ہو اور جب صدہا ہزارون

وقت ۱۱ بجے مطابق ۱۲ ذی الحجہ فرنگی محل مین حلفاً جو اظہار دیا تھا
وہ یہہ ہے - **سوال** آمین بالجہر کہنا نماز مین پیغمبر صاحب کا قول
اور فعل ہے یا نہین اور یہہ اسلام کی بات ہے یا کفر کی - اور
حنفی کی کسی کتابون سے اور صحیح حدیث سے ثابت ہے
یا نہین - اور مسلمان کا فعل قدیم ہے یا نہین - **جواب**
آمین بالجہر کہنا پیغمبر صاحب کا فعل ہے اور یہہ اسلام کی بات ہے
اور صحیح حدیث سے ثابت ہے اور حنفی بھی اس مضمون کو لکھتے ہین
مگر اختلاف ہے اور بہت سے مسلمان قدیم کا یہہ فعل ہے —
العبد محمد عبد الحی عفی عنہ بقلم خود - **سوال** حنفیون کی کسی کتاب
مین آمین بالجہر کہنے والے کی یا اوسکے ساتھ کی نماز والون
کی نماز کا ٹوٹنا یا اور کسی قسم کا حرج اور نقصان ہونا اوسکے امام
لکھا ہے یا نہین - **جواب** آمین بالجہر کہنے سے کہنے والکی

ظاہر ہوتا ہے بعد فکر کرنے کے روایتون مین اور بعد تحقیق کے کہ پکار کر آمین کہنا بہتر ہے آہستہ آمین کہنے سے کیونکہ جہر کی روایت بہت کثرت سے ہے اور بہت واضح ہے بہ نسبت آہستہ کہنے کے انتہی۔

نمبر ۴۹ (الف) تعلیق الممجد کے صفحہ ۱۰۴ مین مولوی محمد عبد الحی صاحب مرحوم لکھنوی بعد نقل کرنے دلائل آمین بالجہر اور آمین بالسر کے لکھتے ہین اَلْاِنْصَافُ اَنَّ الْجَهْرَ قَوِيٌّ مِنْ حَيْثُ الدَّلِيْلِ

ترجمہ انصاف کی بات یہ ہے کہ آمین زور سے کہنا قوی ہے دلیل کی رو سے۔ انتہی۔ (ب) آرہ ضلع شاہ آباد مین جو مقدمہ بابت آمین بالجہر کے ہوا تھا اوس مین جناب مولوی عبد الحی صاحب مرحوم نے مدعی کے طرف سے گواہ ہو کر روبرو خواجہ محمد کاظم وکیل کمشنر عدالت کے بتاریخ ۵ فروری سنہ ۱۸۸ع

مسلمان کا فعل نہین ہے اور جو شخص پیغمبر صاحب کے حکم کو باوجود
جاننے اس بات کے کہ یہ حکم نبوی ہے معیوب سمجھے وہ
شخص مسلمان نہین ہے اور عالمون کو برا جاننا درست نہین ہے
العبد محمد عبد الحی عفی عنہ بقلم خود **سوال** کسی حاکم کا یہ حکم
کہ مسلمان لوگ مسجد مین اندر نماز کے آمین بالجہر نہ کہین
دست اندازی امور مذہبی مین ہے یا نہین اور آمین بالجہر
کہنے والے کو اس حکم امتناعی سے نقصان دینی ہے
یا نہین - اور مسجد مین اذن عام واسطے ہر مسلمان کے
اپنی طور پر ہے یا نہین - **جواب** آمین بالجہر کو منع کرنا
امور مذہبی مین دست اندازی ہے اور آمین بالجہر کہنے والو نکا
نقصان دینی ہے اور مسجد مین ہر مسلمان کے واسطے
بطور شرعی نماز پڑھنے کی اجازت ہے - العبد محمد عبد الحی بقلم خود

یا اُسکے ساتھیون کی نماز کا ٹوٹنا یا نقصان ہونا کسی کتاب معتبر
حنفی مین نہین لکھا ہے - العبد محمد عبد الحی عفی عنہ بقلم خود -

سوال آمین بالجہر سے ناراض ہونا مسلمان کا فعل ہے
یا یہودیون کا حدیث سے کیا ثابت ہے اور کسی امام
یا عالم کی قول سے قرآن اور حدیث پر نہ عمل کرنیوالا اور
جو شخص پیغمبر صاحب کے حکم کو معیوب سمجھ کر خود عمل نہ کرے اور
عمل کرنیوالے کو بُرا جانے وہ از روے قرآن و حدیث کے
کون ہے - **جواب** باوجود علم اس امر کے کہ آمین بالجہر
کہنا فعل نبوی ہے اوس سے ناراض ہونا مسلمان کا کام نہین ہے
اور حدیث کا حال اوپر بیان ہو چکا ہے (کہ صحیح ہے) اور
جو قول امام کا یا کسی عالم کا یقیناً خلاف قرآن اور حدیث
کے ہے اوس پر عمل کرنا اور قرآن اور حدیث کو چھوڑ دینا

ومولوی اسمعیل صاحب ساکنان بلیہ وال اور جو ان کے ساتھ طالب علم
ہین جیسے میان غلام محمد صاحب ہوشیارپوری ومیان نظام الدین
صاحب ومیان عبدالرحمن صاحب وغیرہ یعنے جملہ حنفیان پنجاب
وہندوستان کو بطور اشتہار کے وعدہ دیتا ہون کہ اگر ان لوگون مین سے
کوئی صاحب مسائل ذیل مین کوئی آیۃ یا حدیث صحیح جسکی صحت مین
کسیکو کلام نہو اور وہ اس مسئلہ مین جسکے لئے پیش کیجاوے
نص صریح قطعی الدلالۃ ہو پیش کرین تو فی آیۃ اور فی حدیث یعنے
ہر آیۃ اور حدیث کے بدلے دس روپیہ بطور انعام کے دونگا
اولاً رفع یدین نکرنا آنحضرت کا بوقت رکوع جانے اور
رکوع سے سر اوٹھانے کے ثانیاً آنحضرت کا نماز مین خفیہ
آمین کہنا ثالثاً آنحضرت کا نماز مین زیر ناف ہاتھ باندھنا
رابعاً آنحضرت کا مقتدیون کو سورۂ فاتحہ کے پڑھنے سے منع کرنا

101

الجواب التحیات وغیرہ بعض اذکار جسمین باوجود ورود لفظ قولوا وغیرہ کے اہل حدیث مین باخفاء صوت اونکا پڑھنا معمول ہے تو اس وجہ سے کہ ان اذکار مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و صحابہ رض وغیرہ سے باخفاء صوت بطور دوام کے ثابت ہوا ہے

تنبیہ جناب موصوف کا یہہ اظہار مجموعۂ رسائل تسعہ مطبوعۂ مطبع صدیقی بنارس کے صـ ۱۶۸ سے صـ ۱۷۲ تک مین معہ چند دیگر سوالات وجوابات بابت تقلید شخصی وغیرہ کے مندرج ہے ونیز اُنکی مجموعۂ فتاوی مطبوعۂ مطبع انوار محمدی لکھنؤ جلد اول کے صـ ۵۳۴ مین ہے —

نمبر ۵۰ چونکہ زور سے آمین کہنی بہت صحیح صحیح حدیثون سے ثابت ہے اور بہت سے علما اوسکے سنت ہونے کے قائل ہین اور اوسکی خلاف مین کوئی صحیح روایت ہی نہین اسلئے بعض بعض علماء اہل حدیث نے اس پر کمال وثوق کرکے عوصہ ہوا کہ مندرجہ ذیل مضامین کے اشتہار اونھون نے شایع کئے جنکا جواب شافی آجتک میرے نظر سے نہین گذرا —

(الف) یعنی مولوی عبدالعزیز صاحب ومولوی محمد صاحب

احادیث کی تلاش کرنیکی واسطے مین ان صاحبون کو اس قدر
مہلت دیتا ہون جس قدر یہ چاہین زیادہ مہلت مین انکو بھی
گنجایش ہے کہ یہ اپنی اور مذہبی بھائیون سے مدد لیوین —

المشتہر ابو سعید محمد حسین لاہوری —

(ب) مین مولوی عبد الصمد و قطب الدین وغیرہ علماء احناف
ہند و سندھ و پنجاب و خراسان و عربستان کو بذریعہ اشتہار
کے اطلاع کرتا ہون کہ ان مسائل مندرجہ ذیل کو کسی آیت
یا حدیث صحیح بلکہ حسن لذاتہ سے اور وہ حدیث جس مسئلہ کے
ثبوت مین پیش کرین نص صریح ہو ثابت فرماوین اور فی
آیۃ و حدیث مین انکو حق تلاش پندرہ روپیہ دیا جاویگا —
(۱) حضرت صلعم کا آمین کا آہستہ کہنا (جہری نماز مین اگرچہ
تمام عمر مین ایک ہی بار ہو) (۲) حضرت صلعم کا رفع یدین نہ

خامساً آنحضرت یا باری تعالی کا کسی شخص پر کسی امام کی ائمہ
اربعہ مین سے تقلید کو واجب کرنا سادساً ہر کا وقت دوسری
نسل کے اخیر تک باقی رہنا سابعاً عام مسلمانون کا ایمان اور
پیغمبرون اور جبریل کا ساوی ہونا ثامناً قضا کا ظاہر و باطن مین
نافذ ہونا تشریح مثلاً کسی شخص نے ناحق کسیکی جورو کا دعوی
کیا کہ یہ میری جورو ہے اور قاضی کے سامنے جھوٹے گواہ پیش کرکے
مقدمہ جیت لی اور وہ عورت اُسکو ملجاوے تو وہ عورت بحسب ظاہر
بھی اوسکی بی بی ہے اور اُس سے صحبت کرنا بھی اُسکو حلال ہے
تاسعاً جو شخص محرمات ابدیہ جیسے مان یا بہن سے نکاح کرکے
اُس سے صحبت کرلے تو اُس پر حد شرعی جو قرآن و حدیث
مین وارد ہے نہ لگانا عاشراً بحدیدآب کثیر جو وقوع نجاست
سے پلید نہو وہ دردہ سے کرنا تنبیہ ان مسائل کی

بروایت تمام ... کے نزدیک ... پڑھنا جائز ہے دیکھو صحیح بخاری ... نمبر ۹ اس حدیث کو امام ابو الحسن علی بن عمر بن احمد بن مہدی بغدادی دارقطنی ... نے اپنی سنن مین

شاہ آباد محلہ چوک مسجد بربکان مولوی ابراہیم پاس محمد سعید مدرس

مدرسہ احمدیہ کے پہونچے اور اگر جواب انکا نہ ہوسکے تو عجز اپنا

لکھین اور ہم سے اوسکی خلاف مین اسیطرح کی احادیث

طلب فرماوین — **المشتہر محمد سعید عفی عنہ**

تنبیہ جن حضرات کو ہر دو اشتہارون کے نمبر ہاے مذکورہ

مین سے کسیکے جواب لکھنے کا حوصلہ خواہ شوق ہو وہ ضرور

مشتہرون کے پاس تحریر فرماوین —

نمبر ۵۱ واضح ہو کہ نمبر ہاے مذکورہ کی خلاف حضرات

مانعین آمین بالجہر آمین بالاخفا کی اثبات مین ایک آیہ جس سے

اس بارہ مین استدلال محض ناکافی ہے اور صرف ایک

حدیث بروایت شعبہ رح جو بالکل مجروح و مخدوش ہے

اور تین اثر حضرت علی اور حضرت عمر اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رض

۱۰۵

درایہ فی تخریج احادیث الہدایہ

بوقت رکوع جانے اور رکوع سے سر اوٹھانے کے نکرنا —

(۳) حضرت صلعم کا زیر ناف نماز مین ہاتھ باندھنا —

(۴) حضرت صلعم کا مقتدیون کو سورۂ فاتحہ کے پڑھنے سے منع کرنا (۵) حضرت صلعم کا یا باریتعالی کا ائمۂ اربعہ مین سے کسی کی تقلید کو واجب کرنا (۶) آن حضرت صلعم کا وتر مین رفع یدین کرنا (۷) آن حضرت صلعم کا جلسۂ استراحت کا نکرنا یعنے پہلی اور تیسری رکعت مین بعد دوسرے سجدے کے تھوڑی سی دیر بیٹھکر نہ کھڑا ہونا (۸) آنحضرت صلعم کا چوتھی رکعت مین تورک کا نکرنا (۹) آنحضرت صلعم کا دس درم مہر مقرر کرنا (۱۰) آنحضرت صلعم کا سرکہ شراب کے بنانے کو درست کرنا — جو کوئی صاحب اس اشتہار کا جواب لکھین تو اس نشان سے مشتہر کے پاس روانہ کرین بمقام آرہ ضلع

اتباع کتاب وسنت اور ترک تقلید رائے و مذہب معین
پر مباہلہ کرنا چاہا تھا (دیکھو تفسیر ترجمان القرآن بلطائف البیان جلد دوم
کا صفحہ ۲۴۳) اسی طرح اُن حضرات سے جو کہ باوجود بنظر غور ملاحظہ
فرمانے رسالہ تحفۃ المسلمین و عمدۃ البراہین کے آمین بالجہر کے
سنت ہونے سے انکار کریں اور آمین بالاخفاء کے ترجیح کے
قائل رہیں بجز اسکے کہ اُن سے آخری درخواست مباہلہ کی کیجاوے
اور کوئی صورت قطعی فیصلے کی بظاہر نظر نہیں آتی۔ لہذا جس
دیندار و متقی و پرہیزگار مقلد حنفی مولوی صاحب جی چاہے مجھ سے
اس بارہ میں **مباہلہ** کر لیوے کہ آمین بالجہر اکثر نقل
مسنون ہے اور اسکی حدیثیں صحیح اور راجح اور غیر منسوخ ہیں
اور آمین بالاخفا کی حدیث جسکے سلسلہ سند میں شعبہ اور علقمہ
ہیں وہ ضعیف اور مرجوح ہے۔ هَلْ مِنْ مُبَارِزٍ يُبَارِزُنِي

کے جنہین کچھ بھی احتجاج کی صلاحیت نہین ہے پیش کرکے
احادیث نمبرہاے مذکورہ پر آمین بالاخفاء کے ترجیح کے قائل
ہوئے ہین - لہذا آیۃ کا بیان عمدۃ البراہین کے ص۱ سے ص۲۰
تک اور حدیث کا بیان ص۲۰ سے ص۵۰ تک اور تینون
اثرون کا بیان عمدۃ البراہین کے نمبر ۱۵ مین بالضرور دیکھو -

نمبر ۵۲ (یَا اَیُّھَا الْمَانِعِیْنَ مِنَ الْجَھْرِ بِالتَّامِیْنِ)

تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَاءَنَا وَاَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ
وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَةَ اللّٰهِ عَلَى
الْكَاذِبِیْنَ - جس طرح حافظ ابن القیم رح نے مسئلۂ صفات
مین منکرین صفات (باری تعالی) سے اور اُنکی بعد حافظ ابن
حجر رح نے اپنی مخالفین سے اور اس زمانہ مین جناب مولانا نواب
سید صدیق حسن خان صاحب مرحوم ومغفور نے وجوب

یا معیوب یا قبیح اور خفیف سمجھ کر اوس پر عمل نکرین وہ غیر
مومن ومسلم ہین اور اس مسئلہ مین فقہاء مذہب حنفی کا بھی
یہی قول ہے چنانچہ اکثر کتب فقہ وغیرہ مثل فتاوی عالمگیری
اور فصول عمادیہ اور بحر الرائق اور حاشیہ ہدایہ اور شرح مشکوٰۃ
اور شرح فقہ اکبر اور بزازیہ اور چلپی اور طوالع اور شفا اور نظم الفقہ
وغیرہ مین ہے کہ مَنْ لَمْ یَرْضَ بِسُنَّةٍ مِّنْ سُنَنِ الْمُرْسَلِیْنَ
فَقَدْ کَفَرَ ترجمہ جس نے ناپسند کیا کسی پیغمبر کے
کسی سنت کو تو بیشک وہ کافر ہو گیا - انتہی - ایسے شخص کو
جناب مولوی محمد عبد الحی صاحب مرحوم بھی مسلمان نہین سمجھتے
(دیکھو نمبر ۹۴ حرف ب کو) —

نمبر ۱۵ واضح ہو کہ ہنود و یہود و نصاری و مجوس وغیرہ
کفار تو آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حدیثون پر ایمان

نمبر ۵۴ مضامین نمبر ۱ لغایت نمبر ۵۳ سے ہر منصف مزاج غیر
متعصب پر بخوبی ظاہر ہو گیا کہ آمین بالجہر کہنا سنت نبوی ہے
باوجودیکہ اکثر مقلدین اسکو سنت غیر منسوخ کہتے ہیں لیکن بسبب
تعصب مذہبی کے پھر بھی اس سے نفرت کرتے اور چڑتے
ہیں اونہیں اچھے طرح سمجھ لینا چاہئے کہ کسی امر کو مسنون سمجھ کر
پھر اوس سے چڑنا اور نفرت کرنا سخت برا اور موجب بربادی
ایمان و باعث سوء خاتمہ ہے نعوذ باللہ منہ **مشکوٰۃ**
کی صفحہ ۱۹ میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ
مَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ ترجمہ جس نے میرے
سنت سے انکار کیا وہ مجھ سے نہیں (یعنے میرے امت
سے خارج ہے) اس حدیث کو بخاری و مسلم نے روایت
کیا **ف** جو لوگ باوجود سنت سمجھنے کے کسی سنت پر طعن کریں

اپنے دین وایمان کو رخصت کیا - اور اکثر نام کے فقرا ر زمانہ نے

اپنی اپنی بدعات مروجہ مثل مزامیر اور راگ اور عُرس وغیرہ کے

صدہا حدیثون کو غیر معمول بہا ٹھہرادیا - اور حضرات قائلین وجوب

تقلید شخصی یعنے متعصبین مذہب حنفی وشافعی وغیرہ نے جس

صحیح حدیث اور صریح سنت کو اپنے اپنے امام کے خلاف

دیکھا یا اپنے اپنے مذہب کے کتابون مین نہ پایا اُسکو انواع واقسام

کے حیلون اور طرح طرح کے بہانون سے رد کردیا اور اُس پرعمل

کرنیکو ناجایز اور حرام ٹھہرایا حالانکہ سنت پر عمل کرنیکی فضیلت

اور خوبی پر ائمۂ اربعہ اور کل محدثین اور فقہا و محققین کا اتفاق ہے

بقول ملا علی قاری اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رح

سنت نبوی کی شان ایسی عالی ہے کہ استنجا اور پائخانہ

بیٹھنے مین سنت کی رعایت سراسے اور مدرسے بنواسکے

ہی نہین رکھتے - اور اسلام کے دیگر فرقے خارجی و معتزلی و نیچری وغیرہ
صحیح صحیح حدیثون کو بسبب مخالفت اپنی عقل ناقص کے سرے سے مانتے
ہی نہین یا تاویلات غیر پسندیدہ کرکے اُس سے بری الذمہ ہو جاتے
ہین - اور اسلام کا وہ نجات پانیوالا فرقہ جسکا لقب اہل سنت
والجماعت (یعنی سنت کو اختیار کرنے والا اور جماعت صحابہ کی
پیروی کرنے والا) ہی اُسمین سے بہت سے لوگ جو عیاش -
شرابی - فاسق - سود خوار - راشی - مرتشی ہین اور رقم ناجائز
لیتے ہین انھون نے صد ہا حدیثون پر عمل کرنیکو بسبب مخالفت
خواہش نفس اور پیروی ہوا کی چھوڑ دیا - اور دنیا داران پابند
رسم و رواج نے بسبب مخالفت باپ و دادا کے رسم
اور برادری کے رواج کے بہت سی حدیثون پر عمل کرنیکو ترک
کیا - اور نکاح بیوہ وغیرہ صد ہا سنن کو معیوب اور عار سمجھ کر

چھڑانا چاہیں تو ایسی خراب حالت اور نازک وقت میں اُس
گرامی اور عزیز سنت کی رعایت کرکے اُسکو سر و آنکھوں پر اوٹھا
لینا اور اوسکی اشاعت و نصرت کی وجہ سے اہل فساد کے
ایذاؤں کا متحمل ہونا اور اُس کی اداء میں زید و بکر کی ملامت اور
لعن و طعن کی پروا نکرنا موجب ثواب عظیم اور باعث اجر کثیر ہے
اور اُس پر عمل کرنیکی وجہ سے اپنی اصلی خطاب محمدی و تسلیم
لقب اہل حدیث و اہل سنت والجماعت کے سوا لامذہب
یا وہابی وغیرہ نامناسب اور ناپسندیدہ خطابات سے پکارا
جانا موجب صد فخر و ہزار عزت اور باعث عین ایمان اور اسلام ہے
اور اگر ہم اپنے محبوب کی پیاری سنت پر عمل کرنیکو مفسدین
کی فساد - حکام کی خوف - احباب کی پاس خاطر - عوام
کی ملامت - رسم و رواج کی پابندی کے وجہوں سے

بہتر ہے اور بقول زہری تابعی کے ایک سنت کی تعلیم دو سو برس کی
عبادت (نافلہ) سے بہتر ہے (دیکھو عقیدۂ صابونیہ مصنفۂ امام
ابو عثمان اسمٰعیل المتوفی سنہ ۴۴۹ ہجری مطبوعۂ مطبع محمدی لاہور کا
صفحہ ۶۹) اور بقول مجدد الف ثانی جناب شیخ احمد سرہندی کے
ایک دن دوپہر کے وقت کا سنت کے مطابق قیلولہ (یعنی سونا)
ایسی ایسی کروڑوں راتوں سے بہتر ہے جنمیں رات رات بھر
جاگ کر طریقۂ سنت کے خلاف عبادت کی گئی ہو (دیکھو مقامات
ربانی مجدد الف ثانی مطبوعۂ مطبع چیون پرکاش واقع
دہلی کا صفحہ ۷۶) انتہی خصوصاً اس سنت پر عمل کرنا اور بھی
افضل ہے جو متروک اور مردہ ہوگئی ہو اور جس پر عمل کرنے سے
جاہل دنیادار اور متعصب لوگ آمادہ بفساد ہوں اور صرف
سینہ زوری اور چرب زبانی کی وجہ سے بغیر دلیل شرعی کے

نیم نے امور مسموعہ بسم اللہ اور قرات سورۂ فاتحہ اور آمین
اور تکبیر وغیرہ کو جنھیں امام نے زور سے کہا تھا اونکو بیان کیا اور جو چیزیں
آہستہ کہنے کی تھیں انھیں بیان نہ کیا جس طرح رکوع اور سجود
کے اذکار اور تشہد اور سُبحَانَكَ اللّٰهُمَّ وغیرہ کے پڑھنے کو

کلام الہی اور اقوال رسالت پناہی صلے اللہ علیہ وسلم اور محاورات
عرب میں غور کرنے سے اس امر کا پتہ لگتا ہے کہ قول اور
اسکی مشتقات کا استعمال معنی جہر کے لئے حقیقت
اور معنی اخفا کے لئے مجاز ہے اس لئے کہ جب کوئی شخص
قول یا اوسکے مشتقات کو بولتا ہے تو ذہن جہر ہی کیطرف
متبادر ہوتا ہے نہ اخفا کیطرف اور حقیقے معنی سے مجازی
معنی کے طرف بغیر کسی قرینہ صارفہ کے رجوع کرنا ناجائز ہے
ورنہ نیچریوں کی تمام تاویلات باطلہ کے ماننے اور تسلیم کرنے
سے کوئی چارہ اور مفر نہوگا - اگر بالفرض لفظ قول اور اوسکی
مشتقات مابین اخفاء اور جہر کے مشترک مان لئے جاویں
تو موقع اور قرینہ سے بالضرور اونکی تعیین ایک معنی کیطرف کرلیجائیگی

اللّٰهُمَّ سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ
الْحَكِيْمُ وَاَسْئَلُكَ النَّفْعَ بِمَا فِيْ هٰذَا الْكِتَابِ وَاجْعَلْهُ لِيْ
رَحْمَةً وَّلَا تَجْعَلْهُ عَلَيَّ وَبَالًا وَتَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصَّالِحِيْنَ
وَاحْشُرْنِيْ فِيْ زُمْرَةِ اَتْبَاعِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ
لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ اٰمِيْنَ — مسلم ۵

اسی ملت پہ اسی پیروی سنت میں
ہے دعا خاتمہ بالخیر ہمارا ہو جاے

تمت بالخیر

(اب صفحہ ۱۱ سے حوض میں بھی رسالہ عمدۃ البراہین کی ملاحظہ فرمائی)

بس آج کل آمین بالجہر و رفع یدین کرنا آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عین وصیت پر عمل کرنا اور سو شہیدون کا ثواب مفت مین حاصل کرنا ہے - مسلمانو اس قدر بے انتہا ثواب کے مقابلہ مین جاہلون کی ایذاون کا متحمل ہونا اور متعصبون کے وہابی یا لامذہب وغیرہ الفاظ ناپسندیدہ کہنے کے صدمون کو برداشت کرنا اور منافع دنیاوی مین نقصان اوٹھانا محض لاشے اور ہیچ ہے —

خاتمہ

خلاصہ کلام یہ کہ آمین بالجہر کہنا امام اور مقتدی اور منفرد کے لئے مسنون ہے اور اسکے خلاف مین آجتک کوئی روایت بسند صحیح ثابت نہین ہوئی اے خدا تو جملہ مسلمانون کو اس پر عمل کرنیکی توفیق عطا فرما اور تعصب اور نفسانیت سے محفوظ رکھ آمین ثم آمین

ونیز مشکوٰۃ کے صـــ ۲۲ مین بروایت ابوہریرہ رض منقول ہے

کہ آنحضرت نے فرمایا کہ مَنْ تَمَسَّكَ بِسُنَّتِيْ عِنْدَ فَسَادِ

اُمَّتِيْ فَلَهٗ اَجْرُ مِائَةِ شَهِيْدٍ **ترجمہ** جس نے میرے

سنت پر چنگل مارا (یعنے عمل کیا) میرے امت کے فساد کے

وقت تو اُس کو سو شہیدون کا ثواب ہے اس حدیث کو

بیہقی نے روایت کیا انتہیٰ - **ف** ان دونون حدیثون

سے سنت پر عمل کرنے کے سخت تاکید اور کمال فضیلت

عموماً اور فتنہ وفساد کیوقت خصوصاً ثابت ہوئی - اور نمبرہاے

مندرجہ بالا سے آمین بالجہر کا سنت صحیح ہونا بخوبی ثابت

ہو چکا ہے اور اُس پر عمل کرنے کے وقت متعصبین جو جو

فتنہ اور فساد برپا کرتے ہین اور بیچارے عاملین کو جو جو مصیبتین

جھیلنے پڑتی ہین وہ آفتاب سے زیادہ روشن ہین -

طرح بطرح کی بدعتیں نکالیں گے غالباً بلکہ یقیناً اسی لئے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے آخر عمر شریف میں
وصیت فرمائی مَنْ یَعِشْ مِنْکُمْ بَعْدِیْ فَسَیَرٰی
اِخْتِلَافًا کَثِیْرًا فَعَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ الخ ترجمہ جو شخص
تم میں سے میرے بعد زندہ رہیگا وہ بہت اختلاف دیکھیگا
پس (ایسے وقت میں) تم لوگ میرے سنت اور
میرے خلفاء راشدین جو ہدایت پائے ہوئے
ہیں اُن کی سُنّت (پر عمل کرنے) کو لازم پکڑنا اور اُس کو
چنگل مارنا اور چوبھڑ سے (مضبوط) اُس کو پکڑنا اور بدعت
(یعنے دین میں نئے کاموں) سے بچنا اس لئے کہ جتنے
(دین میں) نئے کام ہیں وہ بدعت ہیں اور جتنی بدعتیں ہیں
وہ سب گمراہی ہیں (یعنے باعث گمراہی ہیں) مشکوٰۃ صفحہ ۳۰

ترک کر دیوین تو فی الحقیقت اصل اسلام اور عین ایمان کو ہم
خوف خلایق اور شرم وحیا کے ہاتھ بیچنے والے اور اپنے
دل کو نور ایمان سے خالی کر کے ہلاک ہونے والے ہین - بمقام
قیامت مجمع اولین و آخرین مین خداوند احکم الحاکمین کے روبرو
ہمارا کیا عذر ہوگا اور جناب سرور کائنات رسول اُمی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے سرکار مین کس استحقاق سے ہم طالب
شفاعت ہو سکین گے - اسمین شک نہین کہ آنحضرت
کو نور وحی اور الہام کی روشنی اور آفتاب نبوت کے
شعاعون سے بالضرور معلوم ہوگیا تھا کہ میری امت مین ایسے
لوگ بھی پیدا ہونگے جو میرے سنتون پر عمل کرنے سے فساد
برپا کر کے اپنے ظلم اور نا انصافی کے ہاتھون سے اُسکو
صفحۂ ہستی پر سے مٹانا چاہینگے اور دین اسلام مین

حافظ منذری رح بھی چپ رہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ
ان دونون محدثون کے نزدیک یہہ حدیث حسن صحیح ہے کیونکہ
ابوداؤد اور منذری دونون شخصون نے اس امر کا التزام کیا ہے
کہ بجز صحیح وحسن حدیث کے ضعیف حدیث پر ہم سکوت نہ کرینگے
اس سند مین **بشر بن رافع** کے نسبت بعض ائمہ حدیث
ضعف کے قائل ہوئے اور بعض نے اُنکی توثیق کی — **میزان**
مین ہے کہ امام احمد رح نے فرمایا کہ وہ ضعیف ہین اور ابن معین نے
کہا کہ وہ منکر حدیث بیان کرتے ہین اور ایک مرتبہ کہا کہ اُن کی
(حدیث کے) ساتھ کچھ مضائقہ نہین ہے اور نسائی نے کہا کہ وہ
قوی نہین — اور ابن حبان نے کہا کہ وہ موضوع حدیثین روایت
کرتے ہین — اور ابن عدی نے کہا کہ اونکے حدیثون کے ساتھ
(حجت پکڑنا) کچھ مضائقہ نہین ہے مین نے اُن کی کوئی منکر حدیث
نہین پائی انتہی **قانون** مین محمد طاہر حنفی صاحب مجمع البحار
تحریر فرماتے ہین کہ بشر ابن رافع کو امام احمد وغیرہ نے ضعیف
کہا اور ابن معین وغیرہ نے قوی کہا ہے — **خلاصہ**

صحیح بخاری کے صفحہ ۱۰۱ مین عمدۃ القاری سے نقل کیا ہے کہ ابوہریرہ رضہ
مروان کے موذن تھے اور مروان سے اس بات کی شرط کر لی تھی
کہ وہ وَلَا الضَّالِّیْنَ کہنے مین مجھ سے سبقت نکرے حتی کہ جان لیوی
کہ ابوہریرہ صف مین داخل ہو گئے فَکَانَ اِذَا قَالَ مَرْوَانُ وَلَا
الضَّالِّیْنَ قَالَ اَبُوْهُرَیْرَةَ اٰمِیْنَ یَمُدُّ بِهَا صَوْتَهٗ ترجمہ
پس جبکہ مروان (امامت کی حالت مین) وَلَا الضَّالِّیْنَ کہتا
تو ابوہریرہ رضہ اٰمِیْنَ کہتے اور اس کے ساتھ اپنی آواز
دراز کرتے تھے - اور فرمایا جبکہ زمین والون کا آمین کہنا آسمان
والون کے آمین کہنے کے ساتھ موافق ہوجاتا ہے تو اون کے لئے
بخشش کیجاتی ہے - روایت کیا اس حدیث کو بیہقی نے انتہی
ما فی العمدۃ **اعتراض** اگر ابی ہریرہ رضہ کی حدیث صحیح ہے تو
اُس سے جس طرح آمین بالجہر مستفاد ہوتا ہے ویسا ہی بِسْمِ اللّٰہِ
بالجہر بھی مفہوم ہوتا ہے پھر کیون مدعیان عمل بالحدیث اسکو آہستہ سے
پڑھتے ہین **الجواب** علماء عاملین بالحدیث کو بِسْمِ اللّٰہِ
کی جہر سے مطلقًا انکار نہیں ہے کیونکہ اکثر احادیث اس بارہ مین وارد

صـ۱۳۲ بَابُ التَّكْبِيرِ اَيَّامَ مِنًى وَاِذَا غَدَا اِلَى عَرَفَةَ

مین ہے کہ ابن عمر رضہ تکبیر کہتے تھے اپنی اُس قبہ مین جو منی مین تھا
اور اُس تکبیر کو مسجد والے سُنکر وہ بھی تکبیر کہتے اور
بازاری خلقت بھی تکبیر کہتی تھی حَتّٰی تَرْتَجَّ مِنًى تَكْبِيرًا یعنی
یہان تک کہ تکبیر کے آواز سے منی ہل جاتا انتہی فتح الباری
کے صـ۵۲۶ مین ہے کہ ترتج بتشدید جیم بمعنی تضطرب اور تتحرک
کے ہے اور وہ مبالغہ ہے اجتماع رفع اصوات مین انتہی علامہ
جلال الدین سیوطی رحمہ نے صحیح بخاری کے شرح توشیح
(دیکھو حاشیۂ صحیح بخاری صـ۱۳۲) اور علامۂ قسطلانی رحمہ نے
بھی شرح صحیح بخاری مین بعینہ ایسا ہی لکھا ہے - ملا علی قاری رحمہ
رسالہ حرز حاشیہ حصن حصین مین لکھتے ہین کہ تَرْتَجُّ اَيْ تَضْطَرِبُ
وَتَتَحَرَّكُ بِهَا الْمَسْجِدُ اَيْ مِنْ رَفْعِ صَوْتِهٖ انتہی مختصرا
عبارات منقولۂ بالا سے معلوم ہوگیا کہ ارتجاج کے لئے گنبد اور
ریختہ کی ڈاٹ کیا بلکہ کھجور کے پتون کے چھت کی بھی چندان ضرورت
نہین ہے ورنہ منی جو ایک کھلا ہوا میدان تھا اُس مین بدرجۂ اولی

ابو عبد اللہ بن عم ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ

راوی مذکور کے نسبت بعضون نے غیر معروف کا لفظ کہا
گو دوسرون نے اُن کی توثیق کی ہے - **تقریب**
مین ہے کہ ابو عبد اللہ ابو ہریرہ رض کے چچا زاد بھائی مقبول
ہین طبقہ ثالثہ سے انتہی **خلاصہ** و **تلخیص الحبیر**
مین ہے کہ ابو ہریرہ رض کی چچازاد بھائی کے نسبت غیر معروف
کہا گیا ہے اور بیشک ابن حبان نے ان کی توثیق کی ہے
انتہی ما فیہما مختصراً **عبارات** مذکورہ بالا کتب اسماء رجال
سے واضح ہوتا ہے کہ بشر ابن رافع بعضون کے نزدیک
ضعیف بجرح مبہم اور بعضون کے نزدیک قوی ہین اُن کا
ضعف اگر تسلیم بھی کر لیا جاوے تو بھی یہ حدیث متروک
نہین ہو سکتی کیونکہ حدیث ضعیف بانفرادہ قابل احتجاج نہین
ہوتا ہے لیکن اگر ضعیف حدیث متعدد طرق سے مروی ہو
اور کوئی صحیح حدیث اُس کی متابع ہو تو اُس کا ضعف جاتا رہیگا
(دیکھو نمبر ۲۶) اور آمین بالجہر کے بارہ مین تو کئی حدیثین درجہ

آمین بالجہر نہ کہنا بسبب کسی شرعی عذر کے نہ تھا - اور اس سے
یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر آمین بالاخفا کے بارہ میں شعبہ کی
ضعیف و مجروح خواہ اور کوئی دوسری حدیث کسی صحابی
کے نزدیک پایہ ثبوت کو پہونچی ہوتی تو کوئی نہ کوئی صحابی ضرور
ہی ابوہریرہ کے انکار کے وقت اس کو پیش کر کے اپنی
گلوخلاصی کرتا اور جب ایک شخص نے بھی اُسوقت کوئی حدیث
آہستہ آمین کہنے کے نہ پیش کی اور نہ اُس پر انکار کیا
تو معلوم ہوا کہ آمین بالاخفاء کی کوئی حدیث سے صحابہ رضہ کے
نزدیک ثبوت کو نہ پہونچی تھی اور آمین بالجہر ہی پر تمام لوگوں کا
اتفاق تھا کرنا اور نہ کرنا شئی دیگر ہے - نمبر ۱۳ - اس دعوی کا
کامل موید ہے - اور ابوہریرہ رضہ کی غرض اس ترک سے
جہر کا ترک ہے و ... نہ آہستہ کا حال انھیں کیا معلوم کہ
کسی نے کہا یا نہ کہا اور جو بات غیر معلوم تھی اُس پر شکایت
کا کون سا موقع تھا - اور اس حدیث میں لفظ کان اور اذا
دونوں بصراحت تمام انصاف پسند لوگوں سے بزبان حال

احمق ہی اُن ہی سے فرمایا رو و سے تجھ پر تیری ما (یہ بد دعا کا کلمہ ہے یعنے تو مر جاوے) یہ تکبیرین ابی القاسم (یعنے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سنت ہین - انتہی **صحیح بخاری** کے صـ۱۰۱ اور صحیح مسلم کے صـ۱۶۹ مین عمران بن حصین رضہ کی حدیث بھی دیکھو - اس روایت سے صاف ظاہر ہے کہ صحابہ رضہ کے زمانہ مین درباب بائیس مرتبہ اللہ اکبر کہنے کی اختلاف تھا ورنہ عکرمہ جو اتنے بڑے جلیل القدر تابعی تھے حضرت ابوہریرہ رضہ کو کیون احمق بناتے اور **شرح صحیح مسلم** کے صـ۱۶۹ مین امام نووی رح لکھتے ہین کہ حضرت ابوہریرہ رضہ کے زمانہ مین تکبیرات کی کہنے مین اختلاف واقع ہوگیا تھا یعنے بجز نماز کے اول تکبیر کے اور دوسری تکبیرین نہین جانتے تھے اور بعضے ان تکبیرون مین سے کوئی کوئی تکبیر سوا پہلے تکبیر کے بھی کہتے تھے اُن کو حضرت کی فعل کی خبر نہ پہونچی تھی اور اسیلئے ابوہریرہ رضہ کہتے تھے کہ میری نماز آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز سے بہت مانند ہے اور آخر کو وہی مقرر ہوا (اور آج تک بلا اختلاف جاری ہے)

ہونے کا گمان غالب بلکہ قریب بہ یقین ہے **مؤلف**
رسالہ رفع الایادی فی الدعاء عقیب الصلوۃ و آوان الرخاء
یعنے محی السنۃ قامع البدعۃ جناب مولوی امداد اللہ خانصاحب
جو میرے والد مرحوم و مغفور کے دوست و رفیق تھے اور
عرصہ تک دونون حضرت جامع الکمالات مین باہم صحبتین رہین
اُن کے خدمت سراپا برکت مین ایک خط واسطے دریافت
اسناد حدیث نمبری ۱۴ کے مین نے تحریر کیا تہا اوسکے
جواب کو بعینہ مین نقل کرتا ہون —

عزیزا حدیث ابی ہریرہ رض کے اسناد کی دریافت جو
چاہا ہے نحیف اوسکے رجال سے واقف نہین مگر کتاب
نجم الثاقب رد رسالہ دین واصب مین جو درباب بیان
مہدویت کے تالیف ہے اوسمین اتنا لکہا ہے وَفِی اِسْنَادِہٖ
لِیْنٌ اور کتاب قسطاط المسلمین اور ادماق خوارزمیہ مین
یہ حدیث بتمامہ مع بیان خروج رایات سود از اطراف
خراسان فِیْہَا خَلِیْفَۃُ اللّٰہِ الْمَہْدِیُّ بلا ذکر کیفیت اسناد کے

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آمین کو ضرور ایسے آواز سے
کہتے جسپر جہر و رفع صوت وارتجاج کا اطلاق ہوسکے اور جسے صرف
آپکے متصل کھڑے ہونیوالے ہی مقتدی نہ سنتے بلکہ اُس آواز
مین صف اول سے تجاوز کرنیکی صلاحیت پائی جاتی اور قریب
والے مقتدی تو اوسے ضرور ہی سن لیتے اور وہ اشخاص
جو صف اول مین آپکی متصل نہوتے وہ بسبب لوگون کے رفع
اصوات کے اجتماع اور بباعث عدم اہتمام آپکے آمین کے آواز
سننے کے اور نیز آپ اپنے آمین کہنے مین ایسے مشغول ہوتے
کہ آپکی آمین کی آواز کو دوسرون کے آمین کے آوازون سے
تمیز نہ کرسکتے اور جو لوگ صف اول مین آپکے متصل رہتے
وہ آپکی آواز کو دوسرون کے آوازون سے بخوبی تمیز کرلیتے
اور غالبا بلکہ یقینا اُسیکو راوی نے سننے کے ساتھ تعبیر
کیا ہے اور جو لوگ آپ کی آمین سننے کا اہتمام کرتے وہ
باوجود اجتماع رفع اصوات وارتجاج کے پچھلی صف مین سے
بھی آپکی آمین کے آواز سن لیتے (دیکھو نمبر ۲۸) ورنہ

وہ ثقہ اور امین ہین اور ابو حاتم نے کہا کہ وہ بڑے سچے ہین اور امام
احمد رح نے اُنکی چند حدیثون پر انکار کیا۔ انتہی **تقریب** مین ہے
کہ عثمان بن محمد ثقہ حافظ مشہور شخص اور صاحب اوہام ہین اور کہا گیا ہے
کہ وہ حافظ قرآن نہ تھے (یہ کوئی عیب یا سبب جرح نہین ہے)
انتہی **میزان** مین ہے کہ امام احمد رح اُن کے حال سے سوال
کئے گئے تو فرمایا کہ (مین اُن کے بارہ) مین بھلائی کے سوا کچھ نہین
جانتا ہون اور اُنکی تعریف کی اور یحیی نے کہا وہ ثقہ (اور عیوب جرح سے)
مامون ہین اور نیز اُسی مین ہے کہ عثمان بن ابی شیبہ ابو الحسن مثل
اپنے بھائی ابی بکر کے علماء حدیث مین سے ایک امام ہین انتہی

حمید بن عبد الرحمن بن حمید رواسی عوفی کوفی

یہ عثمان بن ابی شیبہ کے استاد اور کل اصحاب صحاح ستہ کے
راوی ہین پھر انکی ثقاہت اور عدالت مین کسکو کلام ہو سکتا ہے
خلاصہ مین ہے کہ وہ روایت کرتے ہین اعمش اور ہشام
بن عروہ اور ایک جماعت سے اور اُن سے روایت کرتے ہین
امام احمد اور قتیبہ اور ابو بکر اور عثمان دونون بیٹے ابی شیبہ کے اور

اور علاوہ بریں روح بن عبادہ کی روایت میں جہر اور زبیدی
کے روایت میں رفع صوت کی تصریح موجود ہے چنانچہ
فتح الباری کے صـ۲۲۶ میں ہے کہ روح بن عبادہ نے (امام)
مالک رح سے اس حدیث کو (ان لفظوں سے) روایت کیا کہ ابن
شہاب نے کہا کہ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ اِذَا
قَالَ وَلَا الضَّالِّيْنَ جَهَرَ بِآمِيْنَ ترجمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم جب وَلَا الضَّالِّيْنَ کہتے تو آمین کے ساتھ جہر فرماتے
اس حدیث کو سراج (محدث) نے روایت کیا ہے اور ابن
حبان کی روایت زبیدی سے اس باب کے حدیث میں ابن شہاب
سے یوں ہے کہ فَاِذَا فَرَغَ مِنْ قِرَاءَةِ اُمِّ الْقُرْاٰنِ رَفَعَ صَوْتَهٗ وَ
قَالَ آمِيْنَ ترجمہ پس جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سورۂ فاتحہ
کے پڑھنے سے فارغ ہوتے تو اپنی آواز بلند فرما کر آمین کہتے انتہی
ایسا ہی قسطلانی میں بھی ہے —

حدیث حضرت علی بن ابی طالب رض

نمبر ۱۶ اس حدیث کو ابن ماجہ رح نے اپنی سنن میں زور سے

توانکی حفظ اور زیادتی خطا کی وجہ سے کلام کیا ہے اور بہت اماموں
نے اُن سے روایتیں کی ہیں پس جب ان میں سے کوئی کسی
حدیث کے ساتھ متفرد ہو تو اُسکے ساتھ احتجاج نہیں کیا جائیگا
جیسا کہ احمد بن حنبل نے کہا کہ ابن ابی لیلیٰ غیر محتج بہ ہے سوا اسکے
نہیں کہ احمد ابن حنبل کی مراد یہ ہے کہ جب متفرد ہو (ایسا شخص جو
بوجہ سوء حافظہ کے ضعیف ہو) ساتھ کسی حدیث کے (تو وہ غیر
قابل احتجاج ہے والا فلا) انتہیٰ امام ابو عیسیٰ ترمذی نے
اکثر مقامات میں ابن ابی لیلیٰ کے حدیث کی بلا متابع بھی تحسین
کی ہے دیکھو سنن ترمذی کے صفحہ ۲۸۲ و صفحہ ۳۲۲ و صفحہ ۲۹۵ اور بعض
مقام میں انکے حدیث کی تصحیح بھی کی ہے دیکھو صفحہ ۱۵۷ وغیرہ اور
حافظ ذہبی نے میزان میں اُونکی تحسین کو تسلیم کر لیا ہے اور اس
حدیث آمین بالجہر میں ابن ابی لیلیٰ متفرد نہیں ہیں بلکہ سفیان ثوری
اور شعبہ (موافق روایت بیہقی) اور محمد بن سلمہ اور علی بن صالح
اور علاء بن صالح وغیرہم نے ابن ابی لیلیٰ کی متابعت کی ہے
اور اس طرح کی متابعت کو سبھی علماء نے مانا ہے دیکھو نووی

اور ابن ابی لیلیٰ سے مراد محمد یا عیسیٰ یا عبداللہ بن عیسیٰ ہر ایک ہو سکتے ہین
جیسا کہ بعض مدعیان آمین بالاخفاء نے لکھا ہے کہ مراد ابن ابی لیلیٰ سے
محمد یا عیسیٰ یا عبداللہ بن عیسیٰ ہو سکتے ہین - اور عیسیٰ اور عبداللہ بن عیسیٰ
کی ثقاہت مسلم ہے - اور اگر فرضاً تسلیم کر لیوین کہ اس مقام مین
ابن ابی لیلیٰ سے محمد بن عبدالرحمن ہی مراد ہین تو بھی اس حدیث مین
کوئی نقص نہین واقع ہو سکتا ہے کیونکہ محمد بن عبدالرحمن کے اگرچہ بعضون
نے (مِنْ قِبَلِ حِفْظِهٖ) تضعیف کی ہے مگر ایک جماعت نے
اونکی توثیق بھی کی ہے **خلاصہ** مین ہے کہ محمد
بن عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ انصاری کوفی قاضی واحد الاعلام اپنی
بھائی عیسیٰ سے اور شعبی اور عطا اور نافع سے روایت کرتے ہین - اور
شعبہ اور دونون سفیان (یعنے ثوری اور ابن عیینہ) اور وکیع اور
ابو نعیم اون سے روایت کرتے ہین اور ابو حاتم نے کہا کہ وہ سچے
ہین جب عہدہ قضا مین مشغول ہوئے تو اون کے حافظہ مین خرابی
آگئی - اور نسائی نے کہا کہ وہ قوی نہین ہین (مِنْ قِبَلِ حِفْظِهٖ)
اور عجلی نے کہا کہ وہ فقیہ اہل سنت جائز الحدیث ہین - **تقریب**

تب یہ صحیح ہوتا کہ سلمہ بن کہیل کی روایت حجیہ بن عدی سے اور
حجیہ کی روایت حضرت علی رض سے کسی مسئلہ میں نہ پائی جاتی
اور ایک کی ملاقات دوسرے سے پایۂ ثبوت کو نہ پہونچتی۔ حالانکہ
بہت سے مسائل میں سلمہ بن کہیل حجیہ بن عدی سے اور
وہ حضرت علی رض سے اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ صاحب میزان الاعتدال
لکھتے ہیں کہ سلمہ بن کہیل حجیہ بن عدی سے اور وہ حضرت
علی رض سے روایت کرتے ہیں اور نیز سنن ترمذی کے
صفحہ ۲۶ و سنن نسائی جلد دوم کے صفحہ ۱۹۷ میں سلمہ بن
کہیل کی روایت حجیہ بن عدی سے اور ان کی حضرت علی رض
سے اور صرف حجیہ کی روایت حضرت علی رض سے سنن
ابوداؤد جلد اول کے صفحہ ۲۲۸ میں موجود ہے۔ اور ترمذی نے
اس روایت کی جو صفحہ ۲۶ میں ہے تحسین اور تصحیح کی ہے
اور اسی حدیث نمبری ۱۸۱ کو ترمذی نے اپنی سنن میں اس
لفظ سے ذکر کیا ہے وفی الباب عن علی وابی هریرة

۱۳۳

جس راوی سے دو یا تین ثقہ روایت کرین وہ بتصریح علماء
ثقات مجہول نہین رہ جاتا اور الزام جہالت کا اُس سے مرتفع
ہوکر اُسکی عدالت ثابت ہوجاتی ہے چنانچہ **شرح الفیہ عراقی**
مین علامہ شمس الدین سخاوی لکھتے ہین کہ دارقطنی رح نے کہا
کہ جس راوی سے دو ثقہ روایت کرین اُسکی جہالت مرتفع
ہوکر عدالت ثابت ہوجاتی ہے انتہی **مقدمۂ فتح الباری** مین ہے
کہ جس سے چار ثقات روایت کرین وہ مجہول نہین ہے - انتہی
نصب الرایہ کے باب الربو مین حافظ جمال الدین زیلعی
حنفی رح لکھتے ہین کہ منذری رح نے اپنی مختصر مین لکھا ہے کہ
بعضون سے حکایت کی گئی ہے کہ اُنھون نے کہا کہ زید ابو عیاش
مجہول ہے - اور وہ کیونکر مجہول ہوسکتا ہے حالانکہ اُس سے
دو شخص روایت کرتے ہین عبداللہ بن یزید مولی اسود بن ابی سفیان
اور عمران بن انس انتہی - **الاستذکار لمذہب علماء
الامصار فیما تضمنہ الموطا من معانی الرای والآثار** مین حافظ ابوعمر
بن عبدالبر رح لکھتے ہین کہ جس راوی سے تین (ثقہ) اور

اور نووی شرح مقدمۂ صحیح مسلم اور قسطلانی رح ارشاد الساری
اور ابو الفیض محمد بن علی فارسی جواہر الاصول مین لکھتے ہین اور
تمام کتب اصول حدیث مین اسکا بیان بتصریح تمام موجود ہے۔

نمبر ۲۱ تحفۃ المسلمین کا بیان اس نمبر کے لئے کافی ہے۔

نمبر ۲۲۔ اس حدیث کو ابو داود رح نے اپنی سنن مین اس
سند کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ ہم سے حدیث بیان کی اسحاق
بن ابراہیم راہویہ نے اُن سے وکیع نے اُن سے سفیان
نے اُن سے عاصم نے اُن سے ابو عثمان نے کہ بلال رض
نے کہا کہ یا رسول اللہ لَا تَسْبِقْنِي بِآمِيْنَ اس حدیث کے سبھی
تمام راوی ثقہ ہین۔

اسحاق بن ابراہیم بن راہویہ رح

اسحاق رح ابو داؤد رح کے استاد اور وکیع کے شاگرد ہین
اُنکی عدالت اور ثقاہت متفق علیہ اور غیر مختلف فیہ ہے
میزان مین ہے کہ اسحاق بن ابراہیم بن مخلد حافظ ابو یعقوب
حنظلی بن راہویہ منجملہ ائمۂ اعلام کے ثقہ اور حجۃ ہین۔ معتمر بن

بنا برایں ابن ابی حاتم محدث کی جرح اس حدیث پر بالکل
ناقابل التفات اور لایق عدم توجہ ہی اور سوا اسکے یہ روایت
صرف سلمہ بن کہیل ہی سے نہیں بلکہ عدی بن ثابت سے بھی دوسری
سند کے ساتھ حضرت علی رض کی یہ حدیث مروی ہے - اور
حافظ مغلطائی نے حضرت علی رض کی اس حدیث کو دو سند دیگر سے
روایت کیا ہے - عاملین سنت نبویہ کو مژدہ ہو کہ یہ حدیث بلانکیر
بھی صحیح اور قابل عمل اور لایق استدلال کے ہی - الحمد للہ علی ذالک
نمبر ۱۷ و ۱۸ میں سے اول الذکر نمبر کی دلالت رفع صوت پر نہایت
واضح ہے -
نمبر ۱۹ - اس حدیث کو دارقطنی رح نے اس سند سے روایت
کیا ہے کہ ہم سے حدیث بیان کی عثمان دقاق نے ان سے
محمد بن سلیمان واسطی نے ان سے حارث بن منصور نے ان سے
بحر سقاء نے ان سے زہری نے ان سے سالم نے ان سے
ابن عمر نے کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا کبر
تحفہ کا نمبر ۱۹) اس حدیث کے سند میں بحر سقاء واقع ہیں

منفعت کیونکہ ابوداود نے اس حدیث کو اسحاق سے قبل از زمانہ اختلاط روایت کیا ہے ورنہ اپنے سنن میں اس حدیث کو ہرگز نہ داخل فرماتے صحیح بخاری کے صہ ۱۵ وغیرہ مین اسحاق سے روایت موجود ہے

وکیع بن الجراح بن ملیح الرواسی ابوسفیان کوفی رح

خلاصہ مین ہے کہ وکیع بن جراح بن ملیح رواسی ابوسفیان کوفی حافظ منجملہ ائمۂ اعلام کے ہین امام احمد رح نے کہا کہ اُن سے زیادہ یاد رکھنے والا مین نے کسی کو نہین دیکھا - اور وہ ابن مہدی (مذکور نمبر ۱۴) سے زیادہ یاد رکھنے والے تھے اونکا ہمسر علم اور حفظ اور اتقان مین مع خشوع اور ورع کے مین نے نہین دیکھا - اور کبھی میری آنکھ نے اُنکی ایسی کوئی چیز نہ دیکھا حدیث بیان کرتے تھے اور فقہ کا مذاکرہ کرتے ورع اور اجتہاد کے ساتھ اور اپنے وقت مین مسلمانون کے امام تھے انتہی

صحیح بخاری کے صہ ۱۶ وصہ ۱۶۹ وصہ ۱۲۶ وصہ ۳۴۴ صحیح مسلم جلد اول کے صہ ۱۱۳ وصہ ۱۸۲ وصہ ۲۲۶ وغیرہ مین وکیع رح سے روایت موجود ہے - سفیان ثوری رح کا حال نمبر ۱ مین دیکھو -

عاصم بن سلیمان التیمی ابو عبدالرحمن بصری رح

عبدالرحمن بن مل ابو عثمان نہدی کوفی

نہیں جانتا ہوں اسحاق میرے نزدیک ائمہ مسلمین سے ہیں
اور جب ابو یعقوب امیر المومنین (فی الحدیث یعنے اسحاق)
تجھ سے کوئی حدیث بیان کریں تو اوسکے ساتھ تو تمسک کر (اور
نیز امام احمد رح نے فرمایا کہ مَا عَبَرَ الْجِسْرَ اَفْقَهُ مِنْ اِسْحٰقَ
یعنے پل سے کیسے نہیں گذر کیا جو اسحاق سے فقیہ تر ہو —
کذا فی الروض الممطور صـ۱۴۳) خفاف نے کہا کہ اسحاق نے
گیارہ ہزار حدیثیں اپنی یاد سے ہمیں لکھا دین پھر انکو کتاب
مین پڑھا (یعنے کتاب مین دیکھ کر مقابلہ کیا) تو انھوں نے نہ
زیادہ بتایا تھا نہ کم — اور ابراہیم بن ابی طالب نے کہا کہ اسحاق نے
اپنی کل مسند کو اپنی یاد سے لکھا دیا انتہی — الروض الممطور
مین ہے کہ اسحاق نے فرمایا ہے کہ مین ستر ہزار حدیثیں
یاد رکھتا ہون اور ایک لاکھ حدیثون کے ساتھ مذاکرہ کرتا ہون
مین نے کبھی کوئی چیز نہیں سنی مگر وہ اسکو یاد ہی کر لیا اور نہ
کسی چیز کو مین نے حفظ کیا کہ پھر اوسکو بھولا ہون — انتہی
اعتراض تقریب مین ہے کہ (اسحاق بن ابراہیم ثقہ

اور نمبر ۲۳ و نمبر ۲۵ کی اسناد پر مجھے اطلاع نہیں لیکن چونکہ ان
حدیثون کی مضامین گذشتہ اور آیندہ حدیثون کے خلاف نہیں ہین
بلکہ موافق اور مطابق ہین اس لئے ان احادیث کی بھی صحیح ہونیکا زیادہ
گمان ہے **مرقاۃ** شرح مشکوٰۃ مین ملا علی قاری رح لکھتے ہین
کہ بیہقی نے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ یہود نے قبلہ پر حسد کیا جس کے
طرف ہم ہدایت کئے گئے اور یہود اُس سے گمراہ کئے گئے اور ہم پر
جماعت پر حسد کرتے ہین اور امام کے پیچھے ہمارے آمین کہنے پر
اور طبرانی کی ایک روایت یون ہے الخ (دیکھو تحفہ کا نمبر ۲۵)
اور دوسری روایت ابن عدی سے ہے الخ (دیکھو تحفہ کا نمبر ۱۱)
نمبر ۲۶ اس حدیث کو ابن ماجہ رح نے اپنی سنن مین اس
سند کے ساتھہ بیان کیا ہے کہ ہم سے حدیث بیان کی عباس
بن الولید خلال دمشقی نے اُن سے مروان بن محمد اور ابو مسہر نے
اُن دونون سے خالد بن یزید بن صبیح مری نے اُن سے طلحہ بن عمرو
نے اُن سے عطا نے اُن سے ابن عباس رض نے کہا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا الخ (دیکھو تحفہ کا نمبر ۲۶) اس حدیث

صفہ ۱۳۰ وغیرہ مین) اور امام ابو داؤد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ یعنے
کل ائمہ اصحاب صحاح ستہ اُن سے روایتین کرتے ہین **اعلام**
حضرت بلال رض کے حدیث کے روایت اور ائمہ نے بھی کی ہے
چنانچہ حاکم نے اپنی مستدرک مین اسکو یون روایت کیا ہے - حَدَّثَنَا
اَبُوبَکْرٍ اَحْمَدُ بْنُ سَلْمَانَ الْفَقِیْہُ بِبَغْدَادَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الْمُکْرَمِ
الْبَزَّارُ ثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَۃَ ثَنَا شُعْبَۃُ ح وَاَخْبَرَنِیْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ
بْنُ الْحَسَنِ الْقَاضِیْ بِھَمْدَانَ ثَنَا اِبْرَاھِیْمُ بْنُ الْحُسَیْنِ ثَنَا اٰدَمُ بْنُ اَبِیْ
اَیَاسٍ ثَنَا شُعْبَۃُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ سُلَیْمَانَ اَنَّ اَبَا عُثْمَانَ النَّھْدِیَّ حَدَّثَھُمْ
عَنْ بِلَالٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَسْبِقْنِیْ
بِاٰمِیْنَ ھٰذَا حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ عَلٰی شَرْطِ الشَّیْخَیْنِ وَلَمْ یُخْرِجَاہُ وَ
اَبُوْ عُثْمَانَ النَّھْدِیُّ مُخَضْرَمٌ قَدْ اَدْرَکَ الطَّبَقَۃَ الْاُوْلٰی مِنَ الصَّحَابَۃِ
اور ابن ابی شیبہ نے اپنی **مصنف** مین اس طرح روایت کیا ہے
حَدَّثَنَا اَبُوْ بَکْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَفْصٌ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ اَبِیْ عُثْمَانَ قَالَ
قَالَ بِلَالٌ الخ یہ حدیث مسند امام احمد رح مین باین اسناد مروی ہے
حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَیْلٍ ثَنَا عَاصِمٌ عَنْ

وَآخِيہِ عَبْدِ اللّٰهِ الخ یہہ صحیح ہے اسلیئے کہ عبید اللہ ثقہ حافظ
اور ضابط ہین ان کے قابل احتجاج ہونے پر اتفاق ہے لیکن انکا
بھائی عبد اللہ وہ ضعیف ہے اور اُس کے ساتھہ حجت پکڑنی
جایز نہین اور جبکہ راوی نے دونون کو جمع کردیا تو جایز ہے اور
عبید اللہ پر اعتماد کرکے حدیث پر عمل واجب ہے انتہی نیز
امام نووی نے **شرح مہذب** مین لکھا ہے کہ ضعیف حدیث
کے طرق جب متعدد ہوتے ہین تو وہ حدیث حسن لغیرہ ہوجاتی ہے
انتہی علامہ سراج سرہندی نے **شرح جامع ترمذی** مین لکھا ہے
کہ چون حدیث ضعیف بہ تعدد طرق بمرتبہ حسن رسد آن نیز محتج
بہ است وآنکہ مشہور است کہ حدیث ضعیف در فضائل اعمال معتبر است
بجہت ترغیب نہ در غیر آن مفرد آنش مراد است نہ مجموع کہ آن
بہ تعدد طرق در محل حسن است نہ ضعیف انتہی - علامہ قسطلانی نے
ارشاد الساری شرح صحیح بخاری کے مقدمہ مین لکھا ہے
کہ کبھی متابِع (بکسر الباء) اور متابَع (بفتح الباء) دونون ضعیف
ہوتے ہین (لیکن) دونون کے اجتماع سے قوت حاصل

توثیق حاتم اور ابن حبان نے کی ہے اور ابو حاتم نے کہا کہ یحیی کی حدیث
لکھی جاوے اور وہ قوی نہیں ہیں اور بخاری نے کہا کہ وہ قوی نہیں
اور منکر الحدیث ہیں انتہی مافی الخلاصۃ والمیزان مختصراً **پس** جبکہ
یحیی کی حدیث باوجود طلحہ سے کم رتبہ ہونیکی قابل احتجاج اور لایق کتابت
ہے تو طلحہ کی حدیث درباب آمین بالجہر کے باایں ہمہ کثرت متابعات
اور شواہد کے کس طرح غیر قابل استدلال اور متروک ہو سکتی ہے
بالفرض اگر ہم طلحہ کی حدیث کو ضعیف تسلیم کر لیویں اور بانفرادہ
ناقابل استدلال ہی تصور کریں تو بھی یہ حدیث اُن احادیث صحیحہ مرفوعہ
کی جو درباب آمین بالجہر کے وارد ہوئے ہیں شاہد ہونیکی بالضرور
صلاحیت رکھتی ہے - بلکہ بعض حدیثیں آمین بالجہر کی جو ضعیف بھی
ہیں وہ بدرجہا شعبہ کی اُس روایت مجروح و مخدوش سے جو بارہ
آمین بالاخفاء کے ہے باتفاق محدثین و علماء محققین قوی تر اور
اصح اور اثبت ہیں کیونکہ اُن میں احادیث صحیحہ کے شاہد اور متابع
ہونیکی صلاحیت ہے اور اُن کا ضعف تعدد طرق سے منجبر ہو سکتا
ہے اور اس تعدد طرق کے وجہ سے اُن کا درجہ اگر حسن لذاتہ

اور حافظ مغلطائی اور جلال الدین سیوطی رح کا ابن ماجہ کی حدیث کو
صحیح کہنے اور امام احمد اور ابن خزیمہ کا اپنی صحیح میں لانے اور معجم اوسط
طبرانی میں اس حدیث کا باسناد حسن منقول ہونے اور حافظ
ابن حجر رح کا بلا کسی جرح وقدح کے ابن ماجہ کا حوالہ دینے اور
ابن خزیمہ کے تصحیح تسلیم کر لینے سے نہایت ہی واضح طور سے ظاہر
ہوتا ہے کہ حماد بن سلمہ اور سہیل بن ابو صالح نے اس حدیث کو
قبل از تغیر قوۃ حافظہ روایت کیا ہے ورنہ ایسے ایسے ائمہ نقادین
بال کے کھال نکالنے والے ان کا متغیر الحافظہ کی روایت پر سکوت کرنا
کیا معنی اسکی تحسین اور تصحیح کس طرح احاطہ خیال میں آسکتی ہے
حماد بن سلمہ رجال صحیحین سے ہیں صحیح بخاری کی ص۲۰ و ص۳۹۵
و صحیح مسلم کی ص۵۶ و ص۱۲۶ و ص۱۵۱ وغیرہ میں حماد سے روایت
موجود ہے - اور امام ابو عیسیٰ ترمذی اپنی سنن کے ص۱۴۳ میں انکے
حدیث کی تحسین و تصحیح کرتے ہیں - **سہیل بن ابی صالح**
بھی رجال صحیحین سے ہیں - صحیح بخاری کے ص۳۹۵ و صحیح مسلم
جلد اول کے ص۴۴ و ص۷ و ص۱۰۶ و ص۱۲۵ و ص۱۲۷ و جلد دوم کے

ترغیب وترہیب مین حافظ عبدالعظیم منذری رح لکھتے ہین
کہ حضرت عائشہ رض کے اس حدیث کو ابن ماجہ نے صحیح سند سے
روایت کیا اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح مین اور (امام) احمد رح نے
اور اُن کے حدیث کا لفظ یہہ ہے کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے نزدیک یہود کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ یہود نے ہم لوگون سے
کسی شے پر اس قدر حسد نہین کیا جس قدر کہ اُنھون نے جمعہ کے دن
پر حسد کیا جس کی اللہ نے ہمین ہدایت کی اور یہود اُس سے گمراہ ہوگئے
اور قبلہ پر کہ اللہ نے ہمین اُس کی ہدایت دی اور یہود اُس سے بہک گئے
اور امام کے پیچھے آمین کہنے پر (یہود نے ہم سے حسد کی) اور طبرانی نے
(معجم) اوسط مین اسناد حسن سے روایت کیا ہے اُس کا لفظ اس
طرح ہے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ بیشک یہود اپنی
دین سے عاجز آئے اور وے حاسد قوم ہین - تین چیزون سے
بڑھ کر اُنھون نے اہل اسلام پر حسد نہین کیا (اول) سلام کے
جواب پر (دوم) صفون کے قائم کرنے پر (سوم) فرض
نمازمین امام کے پیچھے (بآواز بلند) آمین کہنے پر انتہی فتح الباری

الدر المنثور فی تفسیر الماثور مین جلال الدین سیوطی رح
مین اخرج احمد وابن ماجۃ والبیہقی فی سننہ بسند صحیح عن عائشۃ رضی اللہ عنہا عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال ما حسدتکم الیہود علی شیء ما حسدتکم علی السلام والتامین انتہی

ابن ماجہ مین لکھا ہے ہذا اسناد صحیح
حافظ مغلطائی

۲۵ و ۲۶ و ۲۷ وغیرہ کو باب الجہر بالتامین مین لانا حق اور
نہایت ہی قرین بصواب ہے- ثالثاً اگر ہم تسلیم کرلیوین
کہ اس حدیث کی دلالت مطلقاً و مجملاً آمین پر ہے جہر اور اخفا
دونون مین سے کوئی بھی مصرح نہین تو اس صورت مین بھی
جہر ہی کا مفہوم مرجح اور قوی ہوگا کیونکہ آمین بالجہر کے باب مین
بہت سی احادیث صحیحہ مرفوعہ وارد ہین وہ موافق اَلْاَحَادِیْثُ
یُفَسِّرُ بَعْضُهَا بَعْضًا کے احادیث نمبری ۱۳ و ۱۴ و ۲۵ و
۲۶ و ۲۷ کی مفسر واقع ہونگی اور یہ احادیث مطلقہ ان سے
مقید کرلی جاوینگی - اگر آمین بالاخفا کے باب مین کوئی
حدیث مرفوع صحیح ہوتی تو بیشک وہ انکی مفسر اور مقید
ہونیکی صلاحیت رکھتی لیکن باقرار علماء احناف مثل ابن ہمام
صاحب فتح القدیر (دیکھو تحفہ کا نمبر ۳۶) اور ابن امیر حاج
اور مولوی عبد العلی بحر العلوم لکھنوی (دیکھو تحفہ کا نمبر ۳۷)
اور فی زماننا مولوی محمد عبد الحی صاحب مرحوم لکھنوی رح
(دیکھو تحفہ کا نمبر ۴۹) وغیرہم اور جملہ محدثین و متقدمین و

۱۴۵

اور احادیث صحیحہ اس معنی کے شاہد ہیں گروہ اہل اسلام میں بغرض
نکتہ چینی وعیب جوئی اکثر آیا کرتے اور اپنی خبث باطنی اور زشتی
طینت کی داد دیتے بنابران جب آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم اور آپکے اصحاب مسجد میں مجتمع ہو کر صفین قائم کرکے نماز
ادا کرتے تو یہود اوس مسجد کے باہر سے مسلمانوں کا اجتماع اور
کندھوں سے کندھا ملا کر صف بصف کھڑا ہونا دیکھ کر رشک کرتے
اور جب لفظ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ کی صدا انکی کانوں تک پہونچتی
تو انکا نائرہ غضب اور بھی مشتعل ہوتا اور غصہ کی آگ بھڑک
اٹھتی کیونکہ اس قوم نا عاقبت اندیش کو یہ امر یقین بمنزلہ حق الیقین
کے تھا کہ اہل اسلام کی مراد غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ سے ہم ہیں
ہیں نہ دوسرا اس کے بعد فوراً ہی جملہ حاضرین مسجد مع امام ومقتدی
کے صدائے آمین کا تیر اُن کے کان میں ہو کر سینہ سے پار
ہو جاتا اور غلغلہ آمین کی آتش اُن کے کانوں سے داخل
ہو کر تمام جسم میں سوزش حسد پیدا کر دیتی جس سے وہ جل کر
خاک سیاہ ہو جاتے اور ماہرین احادیث نبویہ پر یہ امر غیر مخفی ہے

ضعیف ہے مان لیوین تب بھی اوسکا ضعف بسبب متابعت
ثقات کے بدرجۂ اولی زائل ہو سکتا ہے اور یہ حدیث صالح
حسن وغیرہ کے درجہ سے کم ہے نہیں ہو سکتی ہے - واضح
ہو کہ اسی حدیث نمبری ۲۰ کو اسحاق بن راہویہ محدث نے
اپنے مسند مین باین اسناد و متن تحریر فرمایا ہے -
اَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَیْلٍ ثَنَا هَارُوْنُ الْاَعْوَرُ عَنْ اِسْمٰعِیْلَ
بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنِ ابْنِ اُمِّ الْحُصَیْنِ عَنْ
اُمِّهٖ اَنَّهَا صَلَّتْ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ
وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَالَ وَلَا الضَّالِّیْنَ قَالَ اٰمِیْنَ فَسَمِعْتُهٗ
وَهِیَ فِیْ صَفِّ النِّسَاءِ انتهی **اعتراض** بعض
حدیثون سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آمین زور سے
کہنا ثابت ہوتا ہے لیکن ایک حدیث سے بھی ایک آدھ دفعہ
یا اکثر زور سے کہنا پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچا اس لئے آمین
بالاخفا ہی اولی اور انسب ہے اور اسی کو ترجیح ہے
الجواب یہ اعتراض محض باطل اور سراسر

پس اگر ان روایات کو آمین بعد الدعا کی جہر پر مقتدین حمل
کریگا تو اُسکی مسلک قدیم کے خلاف پڑیگا اور اخفا پر حمل کرنیسے
بسبب عدم سماعت شی محسود علیہ کی فقدان حسد کا ہوتا ہے
اور یہہ روائتین مہمل اور بیکار محض ہو جاتی ہین - لہذا ان روایتون
کو جہر پر اور نماز کے اندر حمل کرنا اقرب بصواب ہے - اور اگر
یہود کو فضیلت آمین سے محروم رہنے کا حسد ہوتا تو وہ بالضرور
مسلمان ہو کر اہل اسلام کی نماز و جماعت ہی مین شریک ہو جاتے
لیکن فی الحقیقت انکو حسد اس امر پر تھا کہ یہہ لوگ ایسی اتفاق
اور اتحاد سے ملکر ایسی دعا کیون نہ مانگتے ہین اور آپس مین شیر و شکر
کیطرح کیون ملے ہین فَلَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ أَمْرًا

حدیث ام حصین رضی اللہ عنہا

نمبر ۲۸ مجمع الزوائد مین ہے کہ اس حدیث کو طبرانی نے
(معجم کبیر مین روایت کیا ہے اور اُسکی اسناد مین اسمٰعیل بن
مسلم مکی ہین اور وہ ضعیف ہین انتہی اسمٰعیل کو یحیی اور عبد الرحمن
اور نسائی نے ترک کیا مگر خلاصہ اور میزان وغیرہ کتب اسماء رجال مین

لیکن چونکہ ہمارے معترض کے خاطر عزیز ہے اس لئے یہہ تقریر
بیجا ہونگے کہ آمین بالجہر کے باب مین جسقدر حدیثین مروی ہین
اونہین بہ نظر انصاف دیکھنے سی معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت
آمین کو ہمیشہ آواز بلند کہا کرتے تھے اسلئے کہ آمین بالجہر کے
بعض حدیثون مین لفظ کان (دیکھو تحفہ کا نمبر ۱۵ اور ۲۳) اور
بعض مین لفظ اذا (دیکھو نمبر ۹ و ۱۶ و ۱۷ اور ۱۹ و ۲۳ و ۲۹)
اور بعض مین لفظ کان اور اذا دونون (دیکھو نمبر ۲ و ۹ و ۱۰ و ۱۲ و ۱۹) اور بعض مین لفظ
لمّا (دیکھو نمبر ۲۰ و ۲۱) واقع ہے اور لفظ کان مشترک ہے درمیان مدامت اور انقطاع کے (دیکھو
کافیہ اور اوسکی شروح وغیرہ) مگر اس کا اکثر استعمال مدامت
اور استمرار کے لئے ہے خاص کر جب مضارع پر آوے
(اس اصل کی پابندی ابن ہمام حنفی شارح ہدایہ نے بھی کی ہے
اور حدیث مین جو لفظ کَانَ یُصَلِّی بَعْدَ الْمَغْرِبِ رَکْعَتَیْنِ
واقع ہے اسی قاعدہ سے ان دونون رکعتون کا سنت
موکدہ ہونا نکالا ہے) مگر کہین کہین بسبب قیام قرینہ کے
کان سے دوام و استمرار مراد نہین ہوتا اور آمین بالجہر

۱۴۹

ہاتھوں کا زیر ناف باندھنا - وتر مین قبل از رکوع بوقت پڑھنے
دعاء قنوت کے رفع یدین کرنا - اور رکوع جانے کے وقت اور
رکوع جانے کے وقت اور رکوع سے سر اوٹھانے کے وقت
رفع یدین نکرنا او جلسہ استراحت نکرنا **خصوصًا** نماز مین آمین کا
آہستہ کہنا (جسکے لئے خاص کر یہ قاعدہ گڑھا گیا ہے) وغیرہ
صدہا مسائل مین جب تک معترض صاحب آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے دوام یا ہمیشگی اور مواظبت یا اکثریت نہ ثابت
کرینگے تب تک شاید انکی خلاف ہے کو اولی اور انسب اپنی
زبان مبارک سے ارشاد فرمائینگے اور اونکی انصاف اور دیانت
سے تو ہمین کمال امید ہے کہ بغیر اثبات دوام یا اکثریت آمین بالاخفا
کی وہ اپنے اس قاعدہ بموجب آمین بالجہر ہی کو اولی اور انسب
خیال شریف مین لاکر اس سنت مردہ پر بہ طیب خاطر اپنا عمل شروع
کردینگے سچ ہے حُبُّكَ الشَّيْءَ يُعْمِي وَيُصِمُّ **ثالثاً** غزوہ
خندق مین ایکبار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ظہر و عصر و مغرب
تینوں نمازین کفار سے لڑائی کے وجہ سے فوت ہوگئین تھین

خلاف عقل و دیانت بلکہ تعصب مذہبی اور نفسانیت کی کامل دلیل،
دو سو صحابہ رض کے آمین زور سے کہنے کو تو معترض صاحب چند بطمطراق
کے ساتھ تعبیر فرماتے ہین - لیکن وہ اور انکی تمام ہم مشرب بعددہا
چار اصحاب سے بسند صحیح کتب معتبرہ حدیث سے قیامت تک
نہین ثابت کر سکتے کہ فلان صحابہ رض نے زور سے آمین نہین کہی،
یا اس سے ممانعت فرمائی اور آمین آہستہ سے کہی تنبیہ
حضرت معترض جن سنتون کو روزانہ ادا فرماتے ہین مثلاً نماز اور
وضو وغیرہ کی جتنی سنتین ہین اون سب کو خاکسار ہمارے مصنف
مزاج معترض وہ ہی چار اصحاب سے بدقت تمام ثابت کر سکینگے
اور ہرگز اون کو دس بیس یا سو دو سو اصحاب سے فی عدہ نہین
ثابت کر سکتے ہین تو کیا کوئی کج فہم یہ اعتراض نہین کر سکتا ہے
کہ یہ تمام سنتین وہ ہی چار یا دس پانچ اصحاب سے ثابت ہین
اور بقیہ کل اصحاب جنکی تعداد کثیر ہے وہ تمام لوگ سنن مذکورہ کے
تارک ہین اسلئے اونکا ترک ہی اولی ہے کیونکہ ترک کرنیوالونکی
تعداد بہ نسبت ادا کرنے والون کے زیادہ ہے اس امر کا جو جواب
حضرت معترض ارشاد فرمائین ہمارے طرف سے بھی وہی سمجھ لیجئے

کسیکو کلام نہیں اس اثر سے آمین بالجہر کے حکم کا نہ منسوخ ہونا اچھی طرح سے معلوم ہوتا ہے ورنہ اسقدر اصحاب شئی منسوخ شدہ پر کیون عمل کرتے اس حدیث کو بیہقی رحمہ نے اپنے سنن کبری مین اس سند سے روایت کیا ہے کہ ہمکو ابو یعلی حمزہ بن عبد العزیز صیدلانی نے خبر دی اونھون نے کہا کہ ہمکو خبر دی ابو بکر محمد بن حسین قطان نے اونھون نے کہا کہ ہمسے حدیث بیان کی منصور مروزی کی بیٹی نے اونھون نے کہا کہ ہم سے حدیث بیان کی علی بن حسین بن شقیق نے اونھون نے کہا کہ ہمکو خبر دی ابو حمزہ نے وہ روایت کرتے ہین مطرف سے اور وہ خالد بن ابی نوف سے اور وہ عطاء رح سے الخ (دیکھو تحفہ کا نمبر ۳۱ ب) اور عطاء رحمہ کے اسی حدیث کو ابن حبان نے کتاب الثقات مین بضمن ترجمہ خالد بن ابی نوف کے یون روایت کیا ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ نَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ نَا اَبُوْ حَمْزَةَ السُّكَّرِيُّ عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ طَرِيْفٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ اَبِيْ نَوْفٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِيْ رَبَاحٍ قَالَ اَدْرَكْتُ الخ (دیکھو

عبارات مسطورۂ بالاسے ہر منصف مزاج بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ عقلاء رح کی صداقت اور دیانت وامامت مین کسی قسم کا شک نہین خصوصًا اونکی شاگرد امام ابو حنیفہ رح کی نزدیک اس سلئے اُنکی خبر اور حکایت کے ماننے اور قبول کرنے سے کوئی چارہ نہین بخلاف اونکی اجتہاد کے کہ جبتک اونکے اجتہاد کے موافق کوئی دلیل نہ ہو اوسکا ماننا فرض نہین ۔ اور اونکے اسس اجتہاد کے نہ ماننے سے اونکی کسر شان ذرہ برابر بھی نہین کیونکہ مثلًا ایک منصف نہایت ہی سچا اور دیانت دار ہے اوسکے فیصلون کو جج اکثر منسوخ کرتا ہے لیکن جب کسی مقدمہ مین منصف موصوف کی گواہی ہوتی ہے تو اس سبب سے کہ منصف بکور نہایت ہی سچا اور دیانت دار ہے جج مذکور منصف موصوف کی خبر اور حکایت اور شہادت کو نہایت وقعت کی نگاہ ہون سے دیکھکر جسکی طرف سے منصف نے گواہی کی ہے اوسکو وہ ڈگری دیتا ہے تو اس صورت مین جج پر مخالف کا وکیل یہ اعتراض ہرگز نہین کرسکتا کہ آپ منصف صاحب کے اکثر فیصلون کو تو منسوخ

بتیجہ دلیل سکے نہ قبول کرے تو اُس پر کون سا شرعی الزام عائد ہو سکتا ہے
بخلاف امر حکایت و اخبار کے کہ اگر اوسکا مخبر صادق ہے تو
اوسکے قبول کرنے سے کسی مومن اور دیانت دار کو چارہ ہی نہین
اس لئے کہ اگر کسی مخبر کی خبر نہین مانی جاتی تو اوسکا مطلب
یہہ ہوتا ہے کہ اسکا خبر دینے والا کاذب اور دروغ گو ہے اور
اگر کسی خبر کا مخبر اور حاکی سچا اور راست گو ہے تو اوسکی خبر اور
حکایت بھی سچی اور راست ہوگی اور عطا رح کی صداقت اور ثقاہت
مسلم اور غیر مختلف فیہا ہے ۔

عطاء ابن ابی رباح

میزان الاعتدال مین ہے کہ عطاء بن ابی رباح ازروے علم
اور اتقان کے اپنے زمانہ مین مکہ مین تابعین کے سردار تھے اور حضرت
عائشہ اور ابوہریرہ رضہ سے اونھون نے روایت کی ہے ۔ حجۃ
اور بڑی شان والے امام تھے ان سے امام ابوحنیفہ رح نے روایت
کی ہے اور امام رح نے کہا کہ مینے اونکے مانند کسیکو نہین دیکھا ۔
خلاصہ مین ہے کہ عطاء ابن ابی رباح قرشی مکہ ہین اور ترنے والے

سند پیش کر کے اور اسکی تصحیح نہ کر بیوں اور موقت تک یہہ اثر
لایق اعتقاد و صالح استناد نہیں - چونکہ اس طبقہ کی اکثر حدیثین
موضوع اور ضعیف ہین اس لئے اور باعث مخالفت احادیث
مرفوعہ و آثار صحیحہ کے اس اثر کے نسبت زیادہ تر احتمال موضوع
یا ضعیف ہونے کا ہے **ثانیاً** ہدایہ وغیرہ جسپر حنفی مذہب
کا مدار ہے اور جہان تک رطب و یابس سے کام نکل سکتا ہے
مذہب حنفی کی تائید مین اسکی مصنف رح کچھہ بھی نہین چھوڑتے
ہین اونہون نے بھی اثر مذکور کو نا قابل استدلال سمجھا ورنہ
یہہ حضرت کب کے چوکنے والے تھے صاحب ہدایہ نے آمین بالاخفا
کا مدار حضرت عبد اللہ ابن مسعود پر رکھا اور لمعات شرح مشکوۃ
مین شیخ عبد الحق صاحب محدث دہلوی رح نے لکھا ہے
وَالاعْتِمَادُ عَلٰی اَثَرِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ (یعنے آمین بالاخفا کے
باب مین عبد اللہ بن مسعود کی اثر پر اعتماد ہے) اور سوا ے
اثر مذکور کے اور آثار جو اس باب مین مروی ہین اُن سب کو
نا قابل احتجاج اور غیر معتمد ٹھہرایا ہے

۱۵۵

تابعین اور تبع تابعین اور ائمہ و مجتہدین خصوصاً ائمہ اربعہ یعنے امام ابو حنیفہ اور امام مالک اور امام شافعی اور امام احمد بن محمد بن حنبل اور تمام محققین متقدمین اور متاخرین علماء بوقت ملجانے حدیث صحیح کے اُسکے تقلید کرنے سے جسکا قول حدیث صحیح کے خلاف ہو نہایت ہی منع کرتے چلے آئے ہیں - بخوف طوالت کتاب ہذا مین اس بحث کو اس مقام پر نہیں لکھ سکتا -

نمبر ۳۲ سے بجز نمبر ۱۵ کے بقیہ نمبرون کیلئے تحفہ کا بیان کافی ہے -

آثار آمین بالاخفا

نمبر ۱۵ (الف) شرح سفر السعادت مطبوعہ مطبع نولکشوری کے صفحہ ۵۲ مین ہے کہ ابن شاہین اور ابن جریر اور طحاوی نے نقل کیا ہے کہ حضرت علی اور حضرت عمر رضہ بسم اللہ اور آمین کے ساتھ جہر نہین کرتے تھے بلکہ ذاکرہ السیوطی فی جمع الجوامع اور ایسا ہی علامہ عینی نے عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری مین طبری کی تہذیب الآثار سے نقل کیا ہے **تنبیہ** یہ آثار ضعیفہ اور منقطعہ ناقابل استدلال اور احتجاج ہین بچند وجہ اولاً آثار صحیحہ کا بمقابلہ احادیث صحیحہ مرفوعہ کے معرض استدلال مین لانا خلاف

اور عبد اللہ بن عمر رضہ نے نماز چاشت کو بدعت کہا اور
اور ابن مسعود نے اس سے انکار کیا انتہی حالانکہ اس
نماز کے فضیلت مین مشکوٰۃ کے صفحہ ١١ مین متفق علیہ
حدیث بروایت ام ہانی اور صحیح مسلم جلد اول کے صفحہ ٢٤٩
مین بروایت معاذہ اور صفحہ ٢٥٠ مین بروایت ابی ذر اور
سنن ترمذی مین بصفحہ ٦٠ بروایت ابوذر و ابو درداء و
ابو سعید خدری اور سنن ابوداؤد و دارمی مین بروایت
نعیم بن ہمار غطفانی اور سنن ترمذی و ابن ماجہ مین بروایت انس رض
اور سنن ابو داؤد کے صفحہ ١٨١ مین بروایت معاذ بن انس جہنی رض
اور مسند امام احمد اور سنن ترمذی و ابن ماجہ مین بروایت
ابوہریرہ رضہ (دیکھو مشکوٰۃ صفحہ ١١٠) اور موطا امام مالک رح
کے صفحہ ٥٣ مین اور صحیح ابن حبان و مسلم (دیکھو بلوغ المرام
کے صفحہ ١٨) مین بروایت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضہ
وغیرہم سے بہت سی مرفوع حدیثین منقول ہین اور فقہاء
احناف و شوافع وغیرہما اس نماز کے مسنون ہونے پر

ائمہ اربعہ اور اُس صحیح مرفوع حدیث کے خلاف ہے جو صحیحین مین مروی
ہے دیکھو مشکوٰۃ کے صـ۲۲۵ کو۔ حج کے تمتع کے حدیث حضرت عمر رضہ
سے پوشیدہ ہی رہی دیکھو نووی شرح مسلم کے صـ۳۹۳ و ۳۹۴
و زرقانی شرح موطا مطبوعہ مصر جلد دوم کے صـ۱۸۳ کو سنن ترمذی
کے صـ۱۲۳ مین ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضہ بھی اس مسئلہ مین اپنے
والد کے مخالف رہے کیونکہ عبد اللہ ابن عمر رضہ سے تمتع کا حکم
دریافت کیا تو آپنے کہا کہ جایز ہے تو سائل نے پھر کہا کہ آپکے والد
حضرت عمر رضہ تو منع کرتے تھے اُسکے جواب مین آپنے کہا کہ بھلا
اگر ایک کام کو آن حضرت نے کیا اور میرے باپنے اُس سے منع
کیا ہو تو کہو تو کہ رسول اللہ کی پیروی کیجاویگی یا میرے باپ کی
حکم کی تو اُس مرد نے کہا بلکہ آنحضرت کے حکم کے تب آپنے
فرمایا کہ آنحضرت نے بیشک تمتع کیا ہے یہہ حدیث حسن صحیح ہے
انتہی ایسا ہی آمین کے بارہ مین بھی در صورت صحت روایت
ابن شاہین کے (اور یہہ نہایت ہی مشکل ہے) احادیث
مرفوعہ کی اتباع بدرجہا اولی اور افضل ہے۔ جسکو حضرت عمر رضہ

کو ابن عمر اور ابن عباس اور زید بن
ثابت اور حضرت علی رضہ سے راوی ہے
کہ جس عورت کو مہر نہ دلایا جاوے
جبکہ شوہر اُسکا بدون اُس سے صحبت کئے فوت
ہوجاوے اور مہر مقرر ہوا ہو انتہی
یہہ انکی مخالف ہے اُس حدیث مرفوع
کا جسکو دارمی اور نسائی اور ترمذی
اور ابو داؤد نے روایت کیا ہے

یعنی ترمذی کے صـ۱۹۵ مین ہے
کے صـ۲۰۵ کو ملاحظہ کرے
جلد دوم کے صـ۲۰۵ و سنن ترمذی
شرح مسلم کے صـ۲۲۲ و ابو داؤد
جلد دوم کے صـ۲۲۹ و ترمذی
کے صـ۲۰۵ و صـ۲۰۱ و صحیح مسلم
زیادہ مشہور ہو دو صحیح بخاری
و احادیث مخالفہ کے دیکھو نا

دیکھو مشکوٰۃ کے صـ۲۲۵ و ۲۲۶
حضرت علی رضہ کی حدیث صحیح ہے
دیکھو مشکوٰۃ کے صـ۲۲۵ مسلم
اور صـ۲۶۹ و دیکھو بخاری
صـ۷۱ و دیکھو بخاری اور صحیح
صـ۷۰ ابن حدیث کو جانا ہے کہ حضرت
عبد اللہ بن مسعود سے منقول ہے
نووی شرح صحیح مسلم جلد اول کے صـ۱۵۶ و
اور عبد اللہ ابن مسعود کی حدیث

ترک کیا ہے اور ابن معین نے کہا کہ انکی حدیث قابل لکھنے کے
نہیں ہے اور ابو زرعہ محدث نے کہا کہ یہہ سچے اور مدلس
ہیں اور امام بخاری رح نے فرمایا کہ یہہ منکر الحدیث ہیں ابن
القطان نے کہا کہ امام بخاری رح نے فرمایا کہ میں جسکے شان
میں منکر الحدیث کہوں اُس سے روایت کرنی حلال نہیں
(بلکہ حرام ہے) ابو وائل بھی اس اثر میں غیر معروف اور مجہول
شخص ہیں جب تک اس اثر کے راویوں کی ائمہ ثقات
اور محدثین جن پر مدار جرح و تعدیل کا ہے توثیق نکریں تب
تک کس طرح کوئی انصاف پسند شخص اسکے طرف التفات
کرکے آمین بالجہر جس میں متعدد احادیث صحیحہ مرفوعہ و آثار
تو یہ وارد ہو چکے ہیں اُنسے اعراض و انکار کرسکتا ہے ۔

(ج) نہایہ اور کفایہ میں ہے کہ عبد اللہ ابن مسعود نے
فرمایا کہ لوگوں نے آمین زور سے کہنی چھوڑ دی ہے
اور نہیں چھوڑا مگر منسوخ جان کر ۔ اعلام
یہہ روایت تو بالکل ہی ناقابل احتجاج ہے بچند وجہ

سچ ہے اَلْغَرِیقُ یَتَشَبَّثُ بِالْحَشِیْشِ یعنے ڈوبتے کو تنکے کا
سہارا بہت ہے خاصاً بشرط ثبوت صحت اثر مذکور سے صرف
اسی قدر سمجھا جاتا ہے کہ حضرت عمر و علی رضہ نے آمین وغیرہ کے
ساتھ جہر نہین کیا ممکن ہے کہ دونون حضرات نے اسکو مستحب
سمجھ کر چند روز تک ترک کر دیا ہو اور اس اثر کے راوی
کو ایام ترک ہی کا حال معلوم رہا ہو اوسنے ویسی ہی روایت
کی ہو اس لئے کہ کتب فقہ حنفیہ مین ہے کہ سنت وہ کام ہے جسپر
آن حضرت نے ہمیشگی کی ہو ساتھ کسی قدر ترک کے بغیر عذر کے
اور جس کام پر آپنے مواظبت نہین فرمائی بلکہ دو ایک مرتبہ کو اسکو
ترک کر دیا ہو تو وہ کام مندوب اور مستحب ہے (دیکھو تقریر شرح تحریر وغیرہ
کتب اصول کو) اکثر افعال آنحضرت اور آپکے اصحاب کے سوائے
فرایض اور واجبات کے مختلف اطوار پر تھے سفر السعادت
کے صفحہ ۹ مین ہے کہ حضرت نے چاشت کی نماز کبھی دو رکعتین
کبھی چار رکعتین گاہے چھ گاہے آٹھ گاہے دس گاہے بارہ
رکعتین پڑھین انتہی اقتباساً صفحہ ۹ مین ہے کہ آن حضرت صلی اللہ

التماس ان دونون رسالون مین صرف ایک مسئلہ آمین بالجہر کا
اثبات مقصود بالذات ہے اور دوسرے مسائل جابجا جو مندرج ہوگئے ہین
وہ بغرض تائید واثبات اس مسئلہ خاص کے بیان کئے گئے ہین اور
اُنمین حتی الامکان مین نے کوئی ایسا مسلک نہین اختیار کیا ہے جو
سلفا وخلفا ائمہ مجتہدین وعلماء محققین متقدمین ومتاخرین کے خلاف ہو
پس اگر ان دونون رسالون کے تمام دلائل ناظرین باتمکین کے
نزدیک پسندیدہ اور مثبت مدعا ہون فہو المراد اور اگر بعض ناپسند ہون اور
اکثر پسندیدہ خواہ اسکا برعکس یا منجملہ صدہا دلائل کے صرف ایک ہی
دلیل اس مسئلہ آمین بالجہر کے اثبات مین کافی معلوم ہو تو کل رسالہ
کا خلاصہ اوسیکو تصور فرما دین اور اوسیکو اس مسئلہ کا مثبت اور
موئد جانکر اس مسئلہ یعنے آمین بالجہر کو سنت نبوی سمجھین اونکے دلائل کو سہو
خطا ونسیان پر محمول کرکے سکوت فرمائین کیونکہ ثبوت مدعا کے لئے ایک
دلیل بھی کافی ہوا کرتی ہے اور جب مدعا ثابت ہوگیا تو پھر اوسکی تردید
مین کلام کرنا یقیناً تعصب اور مکابرہ ہے اگر منجملہ صدہا دلائل مذکورہ
کے کوئی دلیل بھی اونکے نزدیک اس مسئلہ کے اثبات مین کافی نہو

کرنا ناسخ منسوخ سے زیادہ ترجیح یا درجۂ صحت مین مساوی ہو
اور یہان پر یہہ امر مفقود اور بالکل معدوم ہے کیونکہ مسئلہ
آمین بالجہر بہت سے احادیث صحیحہ مرفوعہ (دیکھو نمبر ١
سے نمبر ٢٩ تک اور آثار قویہ (دیکھو نمبر ٣٠ سے نمبر ٣٢ تک)
اور اقوال علماء محققین خصوصاً بعض علماء احناف سے بھی ثابت
ہے پھر کیونکر ایک غیر ثابت قول سے جسکا کتب صحیحہ حدیث
مین نام ونشان تک ندارد ہے ۔ آمین بالجہر کا حکم منسوخ
ہوسکتا ہے ۔ ایسے اقوال کو تو بجز رد کرنے کے غرض سے
ذکر کرنا بھی جایز نہین چہ جائیکہ محل استدلال مین پیش کرنا
باعث کمال تعجب بلکہ انصاف اور دیانت کا خون کرنا ہے
سوم بشرط ثبوت صحت یہہ کہا جاسکتا ہے کہ
ابن مسعود رض کا یہہ گمان ہے کہ لوگون نے اسے منسوخ
سمجھہ کر ترک کیا اور ممکن ہے کہ لوگون نے مستحب سمجھ کر
اسپر اصرار نہ کیا ہو اور عبد اللہ بن مسعود رض نے سمجھا ہو
کہ ترک کرنے والون نے منسوخ جان کر اسے چھوڑ دیا

شور محشر ہے انھیں بار الہا آمین

کیوں نہ شر ہو اسد احمد کا یہ آمین کہے
کیوں خفا ہوسکے نہ آمین جو سید پہ کہے

سنی سی چہرۂ حاسد پہ سپیدی پہ کہے
اہل حق کیوں نہ کہیں جہر سے آمین کہے

باعث سوختگی جگر اعدا آمین

جہر بھی معنی میں اخفا کے نہ تھا مت دیکھو
کیوں خفا ہوتی ہو کچھ کام بھی انصاف سے لو

جب صدیث نہ تھا سبد تو مگر بھی مانو
لوگ کیوں کہتے ہیں آمین کو سوا کیا ایکو

کوئی منحہ سے کہ شمشیر ہے تیغا آمین

کچھ کرو مرض کہ آئینہ کان ورین
شک ہر بات میں آئے تو ہے سونے

قرب کا ذکر نہیں ورنہ اشتہار تشقیق
حور ہیں سنتی آواز صفا آخر یں

جبکہ کہتے تھے شہ عرب و عجم آمین

غیر معصوم کی تقلید پہ مرنا تو روا
روز و شب بدعتوں کا مدد گذرنا تو روا

جزوہ آمین اور شہر نا تو روا
کیا قیامت ہے دو منہ پھرنے کرنا تو روا

ناروا ہے تو فقط جہر سے کہنا آمین

دل بیتاب کو مرغوب نبی کی سنت
بیتو کن اب میرا مطلوب نبی کی سنت

جان سے بڑھکے ہے محبوب نبی کی سنت
ہے جمیل ایک ہی اک خوب نبی کی سنت

۱۶۳

رواۃ حدیث پر جرح و تعدیل کے شروط اور اونکی باہمی لقاء و سماع
اور نفی شذوذ و نفی علت و اتصال و انقطاع اسناد و مزید متصل
اسناد وغیرہ مشکلات حدیث کے حل کرنیکی اہلیت پاوین تو البتہ
ائمہ محدثین کی تصحیح و تحسین سے تردید کرین ورنہ اونکے لئے سکوت ہی
اولی ہے چہارم چونکہ ہم اہل حدیث کا مسلک قدیم ہے کہ حدیث
صحیح مرفوع کے مقابلہ مین ایک عالم کیا بلکہ بڑے سے بڑے سیکڑون
مجتہد و امام کے اقوال مخالف کیطرف التفات کرنا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے جناب مین کمال بے ادبی خیال کرتے ہین بنابران
ہم پر حجت قائم کرنے کے لئے حدیث صحیح مرفوع کے مقابلہ مین کسی غیر
معصوم کی بے دلیل قول کو نقل کرنا ویسا ہی ہے جیسا کسی پکے مسلمان
کے رو قرآن پاک کے مقابلہ مین توراۃ و انجیل کتب منسوخ شدہ یا دیگر
مذاہب باطلہ کی ہفوات کو نقل کرنا و دیگر ہیچ اور خود ہم نے ان
دونون رسالون مین جو بعض مقلدین کے اقوال کو ذکر کیا ہے تو صرف
اس وجہ سے کہ اونکے اقوال ہمارے برادران تقلیدی کے نزدیک
قرآن و حدیث سے زیادہ مستند اور قابل اعتبار ہین ورنہ ہمارے

سنن مصطفوی درگه صدق و صفاست
حبذا بارگه علم که ارباب نظر
کار بندان قضا هر که شود خاک درش
ای خوشا قوم که اندر ره دین گاه سلوک
در مقامیکه سخنها رود از علم و عمل
متن و مضمون احادیث به تبدیل روات
علم دین جمله عزیز است ولی اهل وفا
سنتی زنده نمایند درین عصر و بس
ناگزیر آمده بر حق طلبان علم حدیث
هر کجا حرف قیاس است چو من مرد کهند
بیشعور آنکه بر آراء و قیاسات مقلد
باغ فردوس بر آن قوم مباح است که خوش
از صحیحین و موطای امام مالک
ترمذی گرچه بود قافله سالار هدی
بعد از ان شیخ نسائی و ابوداود اند

کاهل دل سر به توفیق از ان در گیرند
خاک آن کوی باکسیر برابر گیرند
چون طلاکار در اکسیر در زر گیرند
از احادیث نبی مرشد و رهبر گیرند
هرچه آن غیر حدیث است به خور در گیرند
چون مکرر شود آن قند مکرر گیرند
از احادیث نبی راحت دیگر گیرند
اجر صد چون شهیدان ز در داور گیرند
شب تار است بگو شمع منور گیرند
هر کجا قول نبی آمده لنگر گیرند
کودکانند که اوراق مصور گیرند
روشن راستی از قول پیمبر گیرند
سنن مصطفوی بهر عمل برگیرند
در جزالت ز صحیحین مؤخر گیرند
هر دو را در صف تقوی سر و سرور گیرند

۱۶۴